~~[آئینہ] سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا~~

[کارخ]انہ پیسہ اخبار کے سلسلۂ تذکرۃ المشاہیر میں سے

آئینۂ سکندری

(یعنی)

سکندر اعظم

یونان کے مشہور بادشاہ و عالمگیر فاتح کی سوانح عمری

جو کارپردازان کارخانہ پیسہ اخبار نے تیار کی

اور ۱۸۹۶ء میں

(بار چہارم)

[بمط]بع مادم التعلیم پنجاب لاہور میں منشی محبوب عالم صاحب مالک مطبع کے اہتمام سے چھپی

تعداد جلد ۱۰۵۰ ——— قیمت فی جلد ۱۰ر

شبیہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ

دیباچہ

قصص الاولین مواعظ الآخرین

جس قدر مشاہیر اکابر کے تذکرات اور سوانح عمریون سے ہمارے ملکی زبانون کے کتب خانے معرا ہین اسیقدر انکی تعلیم اہل ملک کے لیے لابدی تسلیم کی گئی ہے یورپ تو ہر ملک مین تذکرات المشاہیر بڑے قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہوتے مین لیکن ہمارے ملک کے برابر انکی ضرورت فی زمانہ کہین نہین - مدت سے آرزو تھی کہ عہد عتیق و جدید کے ان بزرگوارون کی عمرون کے حالات جو اپنے آپکو

اعظم سے حاطب سمجھے جانے کے قابل ثابت کر گئے ہیں مگر تاہم نہایت مختصر پیرایہ
میں جیسے کئے جاتے ہیں تو وہ بیس مفید ہوں لیکن چند ہی غور و فکر کے بعد یہ نتیجہ
نکالا کہ بالکل مختصر حالات حوالہ قلم کرنے بہت سے زیادہ مفید سوشل ماریل اور اُن
کے کمال باتیں قلم انداز کرنی پڑیں گی کہ جنکا درج کرنا بہت ضروری ہوگا۔ لہذا
مناسب سمجھا کہ اکابر و مشاہیر قدیم و جدید میں سے باری باری ایک ایک کا حال
علیحدہ رسالوں کی صورت میں ایسے انداز سے قلمبند کرنا چاہیے کہ نہ تو مضمون فضول
کتاب کو طول دیا جاوے کہ فہم قاری پر اسکا مطالعہ گران ہو جاوے اور نہ
ضروری حصے چھوڑ دینا چاہیے کہ جو غرض اس سے مد نظر رکھی گئی ہے مفقود ہو جاوے چنانچہ
مصنف اور اسکا شروع اس سلسلہ کا حضرت گردون پاگاہ ثریا جاہ کشور قیصرہ
کے تذکرے کیا گیا ہے۔ کیونکہ بتقریب حضرت علیا کی جوبلی کے اسکا لکھا جانا نہایت
مستحسن تھا۔ اسکے بعد اب یہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کا سوانح عمری قلمبند کرکے شائع کیا جاتا ہے
جو امید ہے کہ مثل مصنف سوانح عمری کی طرح شوق اور قدردانی کے ہاتھوں
لیا جاویگا

اس سلسلہ میں مضامین و مطالب کی تحقیق میری ذاتی رائے اور سوانح کا حسن
ترتیب سلاست عبارت کے خصوصیہ نظر رکھا گیا ہے۔ اس آئینہ سکندری [illegible]
کو بھی ایک معتبر کتابوں سے مضامین مترجم اور مقتبس کئے گئے ہیں خصوصاً [illegible]
ہی چند جملے جنکے اقتباسات کرکے اسی عبارات میں درج کئے گئے ہیں جو قابل [illegible]
ہیں۔ یقین ہے اگر شائقین نے خاطر خواہ مدد دی اور عنایت ایزدی شامل
حال رہی تو اس سلسلہ میں عنقریب سو عمدہ اکابر کے تذکرات شامل ہو [illegible]

(محبوب عالم) مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور

تواریخ عالم میں عہد سکندری قابل یادگار ہے

سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کے زمانہ نے تواریخ عالم میں ایک بڑا قابل یادگار عہد پیدا کردیا ہے اسکے ذاتی چلن اخلاق اور طبیعت کے صحیح صحیح تجزیہ نکالنے میں تو کسی قدر مشکلات پیش آتی ہیں۔ لیکن ہم اسکی عمر کے بڑے بڑے واقعات اور حالات کی تصدیق میں ہرگز شک نہیں لا سکتے اور اس امر کے مان لینے میں بھی ہمیں مطلق تامل نہیں کہ نوع انسان پر ان غیر معمولی سوانحات نے کس قدر شجاعت اور ہمت کا مستقل اثر پیدا کردیا۔ فارس کے عظیم الشان سلطنت کی شکست جس نے یونان کے وجود کو مٹا دینے میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور مقدونیہ والوں کی ملک گیر تلواریں جنکی آب کو دریائے ڈنیوب سے لیکر آبنائے ڈارڈنلز دریائے نیل سیحون اور سندھ تک کی مملکت میں سامان نہیں ملی تھی انکا ذکر زمانہ قدیم سے لیکر آج کے دن تک تاریخی واقعات میں بہت سربرآوردہ اور قابل تعجب و تعریف مانا جاتا ہے۔ علم تحقیقات کے میدان کو بھی سکندر اعظم کی فتوحات سے کچھ کم وسعت نہیں ملی۔ یونان کے علوم و فنون اور زبان کی خوبی۔ اہل یورپ کے لئے ہندوستان کی جانب راستہ کھل جانے کے بعد تجارت کی ترقی۔ اور علوم طبعی اور جغرافیہ کے معلومات کی زیادتی ہی نہیں سکندری کارنامونکی جانب پکار پکار کر توجہ دلا رہی ہیں اور اہل بصیرت کے دل پر یہ واقعات اپنی اہمیت جتلا دینے میں جادو کا اثر کر رہی ہیں۔

شہنشاہ سکندر کی سوانح عمری کے صحیح صحیح ماخذ کونسے قرار دئے جا سکتے ہیں

حضرت مسیح سے بیشتر کے اولوالعزم اور شجاع بادشاہوں کی فہرست میں ہمیں کسی ایسے بہادر صاحب اقتدار اور کشورکشا شہنشاہ کے نام پتہ

نہین لگا سکتا جسکو شہنشاہ سکندر یونانی کے مقابلہ مین لایا جاوے جس بے نظیر
نسبت سے اس نے قوت بازو نے دور دراز اقطاع زمین کو بہت تھوڑے سے
زمانہ مین فتح کر کے تواریخ مین ایک بے مثال (جسکی نظیر امید نہین زمانہ استقبال
کبھی پیدا کر سکے) قایم کی ہے اسی نسبت سے یا اُس سے کسی قدر تیز رفتاری کر
اسکے عوض قیامت تک زندہ رہنے والے نام نے تمام روے زمین پر شہرت
حاصل کی ہے جسکے نام کی شہرت صرف انہین ممالک مین محدود نہین جو اسکے
سمند بادرفتار نے روندے اور کھوندے ہین۔ بلکہ موجودہ دنیا کے تمام شائستہ ممالک
مین اب تک اسکے بقاے نام کا سکہ اور خطبہ جاری ہے اور یقین ہے کہ ہمیشہ تک
رہیگا۔ گو اسکا کوئی کتبہ یا کوئی مورت بطور یادگار عالم مین باقی نہین لیکن
ممکن نہین نظر آتا کہ صفحہ ہستی سے نکلنے اسکے نام کا وہ نقش کالحجر جو نسلاً بعد نسلاً
بنی نوع انسان کے دل پر اترتا چلا آتا ہے محو کر سکے۔ مال البتہ اسکی حیات کے
کارنامے اور سرگذشت بعض ممالک مین بہت غلط اور مہمل سے رہ گئی ہین۔ لیکن
اسمین کچھ شک نہین کہ صحیح حالات اس نامی شہنشاہ کے ابھی ایسے مفقود نہین ہو گئے
کہ انکا پتہ نہ مل سکے۔ ممالک یورپ مین جو کتابین پائی جاتی ہین۔ انہین درست
درست حالات موجود ہین کیونکہ ان مورخون کی کتابون کی شہادت سے تیار
کی گئی ہین جو خاص یونان کے باشندے بلکہ سکندر کے ہمعصر اور بہت سی مہمات مین
اسکے رفیق و شریک رہے ہین گو کئی ایک نامور مورخون اور سکندر کے دو رفیقون نے
اپنے چشم دید حالات اسی عہد مین قلمبند کئے تھے لیکن افسوس ہے کہ انکی کتابین گم
ہو گئین اور اس وقت ہمارے پاس انمین سے کسی کی بھی تحریر موجود نہین مگر
حسن اتفاق سے دو اور مصنفون کی کتابین جنہون نے کہ انکو پڑھا تھا موجود ہین
انمین سے ایک کا نام ایرین تھا جو سکندر سے چار سو سال بعد گذرا ہے اور
دوسرا کونٹس کرٹیس اس سے بھی ساٹھ سال بعد ہوا ہے۔ ان دونون کے سوا
اور بہت مورخون نے جس قدر اس عالی قدر بادشاہ کی تواریخ لکھی ہے

اسکو اقعات محض سکندر کے ہمعصر مورخون کے نوشتون پر منطبق کئے ہین لیکن
ایرین کے سوا ہم کسی کو بھی معتبر نہین سمجھتے ایرین بھی ایشیا کے جغرافیے سے زیادہ
واقف نہین تھا - کیونکہ اس زمانہ مین علم جغرافیہ پرانے سے بے کا غیر مکمل تھا اور
ہمارا مورخ اس پیچ پر اعظم کو مقالات کو بڑی صحت سے بیان نہین کر سکا -
ان مورخون کے تذکرات و واقعات تمام بڑی بڑی باتون مین متفق ہین لیکن
ایرین کی تواریخ کے سوا باقی سب کے سب چھوٹے چھوٹے حالات مین سخت مختلف
ہین - اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس رسالہ کو زیادہ تر اسی کی تاریخ کی مدد سے
تیار کرتے ہین ✦

بعض ملک ایشیا اور خاصکر ہندوستان مین اس شہریار نامدار کی سوانح عمری
صرف ایک فارسی نظم کی کتاب سے جس کا نام سکندر نامہ ہے منکشف ہوتی ہے
لیکن جو حالات اس کتاب مین درج ہین وہ ان یونانی اور لاطینی کتب سے
جو اسی ملک مین یا اسکے گرد نواح مین لکھے گئے ہین جسمین سکندر اعظم پیدا ہوا ہے
بڑے بڑے مختلف ہین - بعض موقعون پر انمین زمین و آسمان کا فرق ہے جس سے ہم
یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ مصنف سکندر نامہ کو صحیح حالات کتاب کے وقت نہین ملسکے -
کیونکہ ایک تو وہ بزرگ (مولانا نظامی گنجوی رح) سکندر سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال
بعد ایک بڑے دور دراز ملک مین جسمین نہ تو صحیح تواریخ لکھنے کا اسقدر
مذاق تھا اور نہ تہذیب ہی کا رواج تھا گذرا ہے - مصنف خود علم جغرافیہ و تواریخ مین
چندان دخل نہین رکھتا تھا اور اسکی معلومات کے ماخذ اور حصول علم واقعات
کے ذریعے کوئی معقول نہین بیان کئے گئے - حکایات اور روایات کو تواریخ مانا گیا ہے
علاوہ اسکے مصنف علیہ الرحمۃ کو تصنیف کتاب کے وقت زیادہ تر لغت گوئی شاعرانہ
اور صحت نظم و قافیہ ردیف کا خیال تھا - اور مقصود فقط یہ تھا کہ شعر قبولیت
حاصل کرین - اصل مطلب کی صحت نظر انداز کی گئی تھی - جیسے کہ ایک
عربی مقولہ ہے "احسن الشعر اکذبہ" چنانچہ مولوی نظامی صاحب

جو سکندر نامہ مین جہان جہان داستان سکندر بطریق ایجاز و اختصار بیان کرتے ہین
یہ بیت لکھتے ہین جس سے ہماری مطلب کی اور بہی تائید ہوتی ہے ؎

دگر راست خواہی سخنہا گراست	نشاید در آرایش نظم خواست

پھر آگے چلکر اسی عنوان کے ذیل مین فرماتے ہین ؎

جو نظم گزارش بود راہ گیر	غلط کردن رہ بود ناگزیر
مرا کار من با نغز کاریست	ہمہ کار من خود غلط کاریست

چونکہ تحریر کتاب کے وقت مصنف کا مطلب صرف اظہار شاعری اور لیاقت اپنی کا ہو اور دانستہ صحت مطالب تاریخی کے جانب نظر اغماض سے دیکھے تو کسطرح امید ہو سکتی ہے کہ واقعات تاریخی صحیح ہیا دین غرض ہمارے خیال مین مصنف سکندر نامہ نے جو شہنشاہ سکندر کی تاریخ لکھی ہے وہ صحیح نہین تاہم اسمین ہم مصنف پر یہ اتہام نہین باندہتے کہ اُس نے دانستہ جہوٹ لکہا ہے ۔ نہین بلکہ اس بزرگ نے براہ سہل انگاری سچ اور جہوٹ سے تمیز نہین کی ۔ اور جو قصے لوگون سے سنے بلا تامل درج کر دئے کیونکہ اسکی غایت اس تصنیف سے محض اظہار شاعری تہی نہ صحیح وقایع نگاری ۔ اسکے علاوہ بعض ایسے حالات بہی ہین جنکی صحت اور غلطی مین موازنہ کرنے کا اُس زمانہ مین شاید خود اونکو موقع نہ ہوگا ۔ کیونکہ سکندر کو اپنے زمانہ کے اسلام کا پیغمبر سمجہنا ۔ مکہ معظمہ کی زیارت کرنا اور آب حیوان کی تلاش مین ظلمات کو جانا ایسے واقعات ہین کہ جنکا ایک خوش اعتقاد مسلمان کو خواہ مخواہ سکندر جیسے جلیل القدر بے تعصب بادشاہ پر اعتبار ہو سکتا ہے ورنہ صورت واقعہ مین یہ باتین درست نہین ۔ سکندر ایک بُت پرست بادشاہ ایسے

مسلمانون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر بت پرست بادشاہ نہین تہا بلکہ اپنے عہد کا دیندار اور نبی ہی تہا لیکن مسلمان یہ بہی مانتے ہین کہ سکندر دو تہے ایک سکندر ذوالقرنین رومی ۔ اور دوسرا سکندر یونانی ۔ ہمارے خیال مین سکندر اعظم یونانی تو یہی ہے ۔ جسکے حالات ہم لکہ رہے ہین وہ ہرگز مسلمان نہین تہا وہ ایک بت پرست یونانی بادشاہ گذرا ہے ۔ لیکن ہمین سکندر ذوالقرنین کا حال معلوم نہین شاید یہ دوسرا ہوگا اور اسی کا اشارہ اہل اسلام کی کتابون مین ہوگا ۔

زمانہ سے ہزارہا سال پیشتر گزرا ہے جبکہ کرکی تیاریت کا رواج پیدا ہوا - آج کوئی بھی
نہیں بتا سکتا کہ جہان کا پایان کدھر ہے - آب حیوان کا چشمہ کہاں ہے -
اور ظلمات کس طرف ہیں - یہ سب فرضی اور خیالی داستانیں ہیں - ہم نے جہاں تک
تحقیق کیا ہے دین اسلام میں آب حیات کی موید کوئی حدیث یا نص نہیں پائی جاتی
سکندر نامہ کے مطابق سکندر کا عرب روس چین زنگبار وغیرہ ممالک میں جانا اور
انہیں فتح کرنا ہمیں ثابت نہیں ہوتا - ہماری خیال میں یہ سب فرضی داستانیں گھڑی
گئی ہیں

یونانی تواریخوں کے زیادہ تر صحیح ہونے کا یہی سبب سمجھا گیا ہے کہ وہ سکندر کے
ہموطن مورخوں نے لکھی ہیں - اور سوا اسکے عہد سکندری ملک یونان میں وہ عہد
سمجھا گیا ہے جبکہ شائستگی اور ترقی معراج پر تھیں - تاریخ نویسی کا مذاق
زوروں پر تھا - تاریخ کو تاریخ سمجھا جاتا تھا - کیونکہ وہ زمانہ اس ملک سے گذر گیا تھا
جبکہ علم تاریخ کو خیالی داستانوں اور فرضی قصوں سے زیادہ وقعت نہیں دی
جاتی تھی - تواریخ کے قدردان اور لائق مورخ پیدا ہو گئے تھے وہ بخوبی جانتے تھے
کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ یہ واقعی واقعات فرضی اور خیالی قصوں سے
مل جائیں گے اور سچ کو جھوٹ سے تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا - چنانچہ دیگر ممالک
مشرقی اور ملک ہند کی طرح انکی ہاں تاریخ نظم میں نہیں لکھی جاتی تھی - بلکہ وہ لوگ
سمجھتے تھے کہ واقعات تواریخی اور سرگذشت حیات تعظیم کو بزبان سلیس نثر میں قلمبند
کرنا مستحسن ہے - گو یونان میں اس زمانہ میں شعر اور سخن کا بھی بڑا رواج تھا
لیکن پھر بھی تاریخ کا پایہ اس قابل سمجھا جاتا تھا کہ اسی نثر میں ادا کرنا بہتر
جانتے تھے -

روبرٹ کسٹ صاحب اپنی کتاب وقائع سکندر اعظم میں لکھتے ہیں کہ ایک
اور دلیل یورپین مورخوں کے صحت بیان کی یہ ہے کہ مہمات سکندر کے بعد
زمانہ حال میں جو سیاح اس راستہ سے گذرے ہیں جدھر سے کہ سکندر کشور کشائی

کرتا چلا آیا تھا ان کا بیان مورخوں کے بیان سے مطابق پایا جاتا ہے ؞

سکندر کی پیدایش پرورش حسب نسب اور تعلیم و تربیت

سکندر ثالث جو سکندر اعظم کے نام نامی سے مشہور ہے فیلقوس ثانی شاہ ایران کا بیٹا تھا جو حضرت عیسی سے ۳۵۶ سال پیشتر یا آج سے ۲۲۴۰ سال پیشتر ملک یونان میں تولد ہوا۔ اسکی والدہ اولمپس نامی نیو پٹولیمس شاہ اپیرس کی دختر تھی جسکی جانب سے سکندر اپنا سلسلہ نسب اچیلز مشہور دلاور تک پہونچایا کرتا تھا۔

اگرچہ ہمیں سکندر کے حالات سے اسقدر آگاہی نہ ہوتی کہ حکیم ارسطو اسکا معلم تھا مطلق آگاہی نہ ہوتو بھی ہم حکیم النفس معلم کی نسبت سے ہم شاگرد کی قابلیت کے خیالات کی نسبت دیکھا کر سکتے ہیں۔ کیا عجب اتفاق تھا کہ ایک ایسے بڑے جلیل القدر اور اول درجہ کی فاتح کی تعلیم کے لئے سب سے پہلا عظیم الشان فلاسفر میسر ہوگیا تھا۔ یعنے جب سکندر کوئی ۱۳ برس کا ہوا تو اس کے باپ نے ارسطو کو اس کا اتالیق مقرر کیا۔ جس رتبہ کا شاگرد تھا اسی پایہ کا اسکو استاد ملا۔ شاگرد نے اپنی فتوحات سے ایک عالم کو مسخر کیا اور استاد نے اپنی تصنیفات سے جہان کو معتقد بنایا۔ اس استاد کامل نے تین برس کے اندر سکندر کو بہت علوم سے ماہر کردیا اور اسکی حسن خدمت کے صلہ میں فیلقوس نے

---

[1] بعض یونانی مورخوں نے علم افواہ کے لحاظ پر اسکو کسی دیوتا کا بیٹا لکھدیا ہے۔ جسکی حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں ملک یونان میں یہ رواج تھا کہ جکوئی مجہول النسب ہوتا اسکا باپ خاندانی نہو یا وہ خود بڑا پہلوان اور دلاور ہو تو اسکو کسی دیوتا کا بیٹا تصور کرتے تھے۔ چنانچہ بڑا دلاور ہونے کی وجہ سے سکندر کو بھی کسی دیوتا کا بیٹا خیال کرتے رہے ہیں اور وہ خود بھی یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں آدمیوں سے کچھہ عالی رتبہ رکھتا ہوں۔ اور دیوتاؤں کے زمرہ میں شامل ہوں بعض لوگ جو اسی دارا کیانی یا رشتہ دار تصور کرتے ہیں یہہ غلط ہے۔ ہاں البتہ وہ دارا کا داماد بعد میں ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے یونانیوں اور ایرانیوں میں کبھی رشتہ نہیں ہوا تھا

اسکے شہر کو جسے پہلے ویران کر دیا تھا پھر از سر نو آباد کیا۔

سکندر کی بعض بڑی بڑی تجویزین اس قسم کی ہین کہ انکو ایک غیر محدود اختیارات والے نوجوان کی طبع عالی کے وہم و خیال کے سوا کوئی پایہ نہین دیا جا سکتا۔ لیکن جب معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو نے اسکو سیاست مدن مین بھی تعلیم دی تھی۔ اور اسکے استعمال کے لیئے رموز سلطنت پر بھی ایک رسالہ لکھا ہے تو یقین ہو جاتا ہے کہ ان باتون مین بے شک کوئی مخفیہ حکمت مرکوز ہو تی ہوگی سکندر کی سوانح عمری مین بعض ایسے بڑے بڑے واقعات آتے ہین جنسے کافی طور پر اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر ایک طرح کی بے اعتدالیون اور عین عالم شباب کے جوش و خروش طبع کے درمیان بھی اسمین ایک سلیم اور مضبوط اخلاقی قوت موجود رہتی تھی جو کہ بہت جلد ہر نوع کا مقابلہ کر کے اس پر غالب آجاتی تھی۔ مگر ان عمر کی آخری ایام مین جب پے در پے فتوحات حاصل ہوتی گئین تو شراب خواری کی کثرت سے اس سے چند افعال قبیح سرزد ہوئی جو اسکے نام پر ایک بدنما دہبہ ہین۔ ترقی تجارت کی حمایت مین بھی اسکی طبیعت نے وسیع جولانی دکھلائی اور زراعت کو بھی فراموش نہ کیا +

افسوس ہے سکندر نے صرف ارسطو کی تعلیم پر اکتفا نہ کیا بلکہ لقوا جس کی چاپلوسی اور نوکرون چاکرون کی ناز برداریون اور تابعداریون نے اسکے دل پر ایک نیا مگر برا اثر پیدا کر دیا جس سے کہ جذبات حیوانی کو بھی اسکی مزاج پر قدرے غلبہ حاصل ہو گیا۔ گو غیظ و غضب اور غرور و خود نمائی کی عادتین اوسکو والدین سے وراثت مین ملی تہین لیکن صحبت طالع نے اسے صیقل دیدیا +

مورخون نے سکندر کی مقبولیت کی بہت سی حکائتین لکھی ہین۔ یہ حکائتین گو کوئی علمی ترقی ظاہر نہین کرتین۔ لیکن مطالب تواریخی کی تکمیل کے نزدیک ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سکندر کی بچپن کی صحیح تصویر کھینچنے کے لئے انہین بھی رنگ آمیزی کے کام مین لایا جاوے۔ ہمین کچھ شک نہین کہ وہ ہر نوع کی انسانی

لیاقتون اور طاقتون کا جامع تہا کشتی گیری کے سوا کیونکہ اس سے اسکو نفرت
تہی) وہ ہر قسم کی ورزش کا شایق تہا- اسکی عمر کی مہمات اور سوانحات سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بڑا بے دہڑک اور جری تہا- اور شاید شجاعت اور دلیری مین دنیا
مین کبہی کوئی ایسا گذرا ہوگا-

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی سوداگر ایک نادر گہوڑا ہیوی فل فیلقوس کے پاس
لایا اور پچیس ہزار روپیہ اسکی قیمت بتائی- بادشاہ سکندر اپنے سوارون کو
ہمراہ لیکر گہوڑے کے امتحان کے واسطے میدان مین گیا- مگر اس نے کسی کو پاس
نہ آنے دیا- فیلقوس اسکی سرکشی اور بد رکابی دیکہکر سوداگر پر بہت خفا ہوا اوس
وقت بے ساختہ سکندر کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ افسوس کیا خوبصورت عمدہ
گہوڑا بے تمیزی سے کہو دیتے ہین- فیلقوس اسکی بات خیال مین نہ لایا مگر جب
بار بار اسکو یہی کہتے سنا تو مخاطب ہوکر کہنے لگا تو بڑون پر طعن کرتا ہے اور اپنے
تئین انسے بہتر سمجہتا ہے- سکندر نے کہا بیشک اس گہوڑے کے قابو کرنے
کی لیاقت انسے زیادہ رکہتا ہون- فیلقوس نے کہا اگر تجہسے اس گہوڑے پر نہ چڑہا
گیا تو بتا کیا ہم دیگا- جواب دیا گہوڑے کی قیمت- اس پر سب ہنس پڑے
مگر باپ بیٹون مین یہ بات قرار پاگئی- سکندر نے جہپٹ کر گہوڑے کی لگام پر ہاتہ
ڈالا اور اس کا موںہہ سورج کے سامنے کردیا- اصل مین وہ گہوڑا اپنے سایہ سے
ڈرتا تہا اور سکندر یہہ بات تاڑ گیا تہا- جبتک گہوڑے کا مزاج درست نہ ہوا اسکو
دلاسا دیتا رہا- پہر یکایک چہلانگ مار کر اسکی پیٹہ پر جا بیٹہا- پہلے اسے قدم
قدم چلایا اور جب اسکا ڈر بالکل ہٹ گیا تو ٹہوکر لگا کر پویہ کیا- اور پہر سرپٹ
ڈالدیا- اوس وقت فیلقوس اور ارکان دولت سکتے کے عالم مین کہڑے سوار
کی خیر منا رہے تہے کہ اتنے مین سکندر گہوڑے کو پہیر کر لے آیا- سب نے بے اختیار
تحسین و آفرین کی اور اسکی شہسواری کی داد دی- فیلقوس کی آنکہون مین
خوشی سے آنسو بہر آئے- سکندر کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہنے لگا کہ بیٹا اپنے

واسطے کوئی اور سلطنت تلاش کرو۔ مقدونیہ کی ریاست تمہارے شان کے لائق نہین" +

ایک دفعہ جبکہ سکندر بارہ برس کا ہوگا کہ فیلقوس کسی مہم پر گیا اسکی غیبت مین شاہ فارس کے قاصد مقدونیہ مین آئے۔ سکندر اُنسے اسطرح پیش آیا اور ایسی معقول گفتگو زبان پر لایا۔ کہ وہ حیران رہگئے۔ اُنھون نے کوئی بات بچون کی سی نہ کی بلکہ یہہ دریافت کیا کہ فارس مین بڑی بڑے شہر کون سی مین۔ اور کتنے کتنے فاصلہ پر واقع ہین۔ سڑکون کا کیا حال ہے۔ اور بادشاہ کی خو کیسی ہے وہ اپنے دشمنون سے کسطرح پیش آتا ہے اور اسکی قوت و شوکت کن چیزون پر منحصر ہے +

ایک مورخ لکھتا ہے کہ سکندر کی لڑکپن مین یہہ خواہش نہ تھی کہ اسکا باپ اسکے لئے ایک ایسی ریاست چھوڑ جائے جسمین صرف عیش و عشرت کے اسباب مہیا ہون اور آسودگی سے عمر بسر ہوجائے بلکہ اسکی ہمت عالی کا یہہ مقتضا تھا کہ خود بعمر کہ آرا ہو اور اپنے قوت بازو سے آپ جنگ و جدل کرکے جاہ و جلال حاصل کرے۔ اپنے زور بازو سے ایک عالم کو قبضہ مین لائے اور اپنے شان و شکوہ کی بہار دیکھے اور دکھلائے۔ اس واسطے جب اسکو فیلقوس کی فتحیابی اور کشورکشائی کا مژدہ پہنچتا تو افسردہ ہوکر اپنے یارون اور جلیسون سے یہ کہتا کہ اگر میرا باپ یون ہی ملک پر ملک فتح کرتا جائے گا تو ہمارے لئے کیا باقی رہے گا

سکندر کی سپاہگری کی تعلیم لڑکپن سے شروع تھی لیکن عملی جنگی تعلیم حاصل کرنے کا پہلا موقع اسکو جنگ کیرونیا مین ۳۸ ۳ سال قبل مسیح ملا تھا جبکہ اسکے باپ نے اہل ایتھنز اور اہل تھیبا کی متحدہ فوجون کو مع انکے حامیون کے مغلوب کیا اور یونان کی کل ریاستون کو سلطنت مقدونیہ کا تابع کرلیا +

سکندر کی دلاوری اور فیلقوس کی شکر رنجی

سکندر کی عمر کوئی ۱۶ برس کی ہوگی کہ اسکے باپ نے قسطنطنیہ کے قریب جوار کے
علاقہ پر تاخت کی اور بیٹے کو دار الخلافہ مین اپنی بجائے چھوڑ گیا۔ باپ کی غیبت مین
سکندر سلطنت کا نظم ونسق بڑی خوش اسلوبی اور لیاقت سے کرتا رہا اور ایک قوم
جو اسکے پیچھے باغی ہوگئی تھی اُسے مطیع کرلیا۔ پھر باپ کے ہمراہ جاکر یونانیون سے
لڑا اور فتحیاب ہوا انہین باتون سے مقدونیہ کے لوگ سکندر کو بادشاہ اور
فیلقوس کو جرنیل کہتے تھے۔ لیکن وہ بھی بیٹے کی محبت مین اس سے ناخوش
نہ ہوتا تھا۔ مگر آخرش باپ بیٹون مین اَن بَن ہوگئی۔ جسکی وجہ یہہ بیان کرتے
ہین کہ فیلقوس نے پچھلی عمر مین ایک اور شادی کی۔ نکاح کے روز جب سب
مہمان محفل رقص وسرود مین جمع تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا دلہن کا چچا شراب
کے نشہ مین بکارہا تھا کہ اے حضار مجلس دعا کرو کہ خدا اس نوکتخدا کو اولاد دے
اور تخت کا حقیقی وارث پیدا کرے۔ یہہ سنکر سکندر ایسا افروختہ ہوا کہ شراب
کا پیالہ جو ہاتھہ مین تھا اسکے مونہہ پر کھینچ مارا اور یہہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا کہ تو مجھی
حرامی بناتا ہے۔ فیلقوس کو بھری مجلس مین بیٹے کی یہ حرکت سخت ناگوار گذری
اور نشہ شراب مین تلوار لیکر بیٹے کو مارنے اٹھا۔ مگر خیر گذری۔ کہ غصہ کے جوش
اور شراب کے نشہ مین لڑکھڑا کر گر پڑا۔ سکندر نے کہا تو ایشیا پر چڑھائی کی
تیاریان کیسی کر رہا ہے تجھسے تو دو قدم چلا نہین جاتا۔ اور گر گر پڑتا ہے غرض
سکندر اس طرح باپ سے آزردہ ہوکر مقدونیہ کی ایک قریب کی ریاست مین چلا گیا
اور وہان ماں کو ماموں کے ہان پہونچا دیا ◆

اسکے چند روز بعد یونان کا ایک سوداگر جو خاندان کا امیر تھا اور فیلقوس سے
رسم اتحاد رکھتا تھا اُسکے ہان مہمان آیا۔ فیلقوس نے اثناے گفتگو مین اُس سے
دریافت کیا کہ یونان کی ریاستون مین اتفاق کی کیا صورت ہے۔ اُس نے

جواب دیا کہ جب تمہارے گھر میں سلوک نہیں تو اوروں کا کیا حال پوچھتے ہیں۔
اس بات کا فیلقوس پر ایسا اثر ہوا کہ اُسے دوست کی ہمراہ بیٹے کو معہ وفیہ طلب
کر لیا مگر کسی بات پر باہم شکر رنجی ہو گئی اور سکندر کی ان نے جو کینہ توز
اور مغرور عورت تھی باپ بیٹے کی باہم صفائی نہ ہونے دی۔ اسی وجہ سے بعض
مورخوں کو فیلقوس کے قتل میں اسکی بی بی اور بیٹے کی شرکت کا گمان گذرتا
ہے مگر بیٹا بری الذمہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس نے اپنے باپ کے قاتلوں کو سخت
سزا دی اور اُنسے خوب انتقام لیا *

یونان اور ایران کے مذاہب اور وہان کے پولیٹیکل اور سوشل حالات

براعظم یوروپ کے جنوب مشرق میں ایک چھوٹا سا ملک واقع ہے جسکو یونان کہتے
ہین طبقہ یونان گو وسعت میں چھوٹا ہے مگر شہرت میں تمام دنیا کے کل ملکون
سے زیادہ نامور ہے جس زمانہ میں یورپ کے انگلستان اور فرانس جیسے اجالی ملکون پر
جہان کے باشندے آجکل روشنی کی براق پوشاکین پہنکر آفتاب کا مقابلہ
کرنے کو موجود ہین جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت روے زمین
پر اکیلا وہی ملک علم و فضل کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ گو اس وقت دنیا کے
صرف ایک دو اور حصے بھی اسی قسم کی روشنی کے پرتوے منور ہو رہے تھے
لیکن پھر یونان سے کمتر تھے۔ بقراط سقراط ارسطو اور افلاطون جیسے نامور
حکیم گذرے ہین اور ہندوستان کے لوگ اُنکے نامون سے نا آشنا نہیں سب
اُسی خطہ کی خاک پاک سے پیدا ہوئے تھے شعر و سخن کی وہان وہ گرم بازاری تھی کہ یوروپ
کے لوگ آجتک ان شاعرون کی تصنیفات کو بڑی رغبت سے پڑھتے ہین اور جسکو
اُنکے سمجھنے کا مذاق نہیں ہوتا اُنہیں فاضلون مین شمار نہیں کرتے۔ پھر سنگتراشی
معماری اور مصوری غرض کوئی فن ایسا نہ تھا جسمین وہان کے لوگ اور ملکون
کے باشندوں سے فائق نہ ہون۔ باوصف اسکے فن جنگ میں بھی ایسی کامل مہارت

رکھتے تھے کہ کسی کو انکے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ یہ ملک ابتدا سے کئی ایک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم تھا جو آپس مین ہمیشہ لڑتی بھڑتی رہتی تھین۔ اسی خانہ جنگی کے باعث یونانی بڑے لڑاکے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ زبان و مذہب اور اطوار و نسل کے لحاظ سے سب ایک تھے۔ سب کے سب ہندوون کی طرح مختلف دیوتاؤن و دیویون کی پرستش کرتے تھے اور انکی صورتین اپنی صورت کے مطابق مشابہ کرتے تھے۔ زمین و آسمان۔ آفتاب و ماہتاب۔ بحر و دریا اور ساری چیزین جنمین انسان سے زیادہ قدرت پائی جاتی ہے انکے نزدیک عبادت کے قابل تھین اور انکو انہون نے مجسم قرار دیکر دیوتا مان رکھا تھا۔ اسی طرح صفات انسانی مثل رحم و انصاف اور عشق و غضب کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ اور عام محسوسات مین جتنی چیزین دلکش اور خوشنما نظر آتی تھین۔ وہ سب انکے ہان دیوتا سمجھی جاتی تھین۔ اسکے سوا جو لوگ انکی قوم مین بہادر اور جوانمرد ہو گئے تھے انکی بھی پرستش ہوتی تھی اور اسی سبب سے انکے ہان اکثر میلے اور تہوار ہوا کرتے تھے۔

یونانیون کے دیوتا اکثر وہی تھے جنکی اہل مصر اور ایشیائی قومین پرستش کرتی تھین اور بعض اور بھی یہ دیوتا ایک خیالی وجود تھے جو انسان پر بلحاظ عقل اور قوت اور بقا کے تفوق رکھتے تھے۔ مگر تاہم امور نفسانی اور کینہ اور حسد وغیرہ برائیون سے پاک اور مبرا نہین تصور کئے جاتے تھے۔ قصص الاصنام کے ملاحظہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے آبا و اجداد کا مذہب موحد تھا۔ چنانچہ افلاطون نے کتاب طیموس مین لکھا ہے۔ کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ خدائے واحد کا تمام عالم پر عمل تھا۔ اس عہد مین تمام زمین پر سعادت پھیلی ہوئی تھی۔ پھر ایک بار انسانون کی طبیعت اور اشیا کی مزاج مین ایک تغیر عظیم جو پیدا ہوا تو عالم کی حکومت جوپیٹر اور دوسرے مرتبہ کے دیوتاؤن کو سپرد ہو گئی۔ اب ان دیوتاؤن کا مختلف صیغون مین عمل ہے ان تمام دیوتاؤن مین جوپیٹر جو سب سے بڑا ہوتا ہے وہ بھی قادر مطلق نہین تصور کیا جاتا تھا۔ وہ قضا و قدر کا تابع تھا اور حیثیت سے

له دیکھو مطالعہ تاریخ کبیر جلد اول صفحہ ۹

نقص اور نفسانی امور تہین موجود تھے - منروا کو عقل اور علوم کی دیوی مانتے تہے
شجاعت مریخ سے اور حسن وعشق زہرہ سے تعلق رکھتا تہا ۔
"چونکہ اہل یونان کا آب وہوا بہت قوی تہا اور وہ ملک کمال سرسبز اور شاداب تہا
اور باشندے بہت خوش وخرم اور آزاد تہے اس وجہ سے انکے وہم نے ہر شے
اور ہر مقام کا ایک علیحدہ دیوتا تجویز کیا - ایک شاعر نے اس مضمون کو انگریزی مین نظم
کیا ہے جسکے بعض مطالب نظم مین ہم بہی یہان درج کرتے ہین - وہو ہذا -

فریب وہم

وہ طلوع صاف وہ گرمی کے دن وہ دہوپ وہ صحرا
شجر کے سایہ مین اک جا کہین بیٹہا اگر رہرو
وہ صحرا کی ہر اک شے سے طبیعت اپنی بہلاتا
ہوا گر سنسنی سے ذرا خاموش ہو جائے
وہ گانا اسکا گانے سے کہین دلکش کہین بہتر
تو ہم نے یہان اک اور ہی روداد کی پیدا
کہ اک شکل حسین تابندہ تہے پر جلوہ آرا ہی
یہی کی لو ہر اک شے کے رگ و پے مین سمائی ہے
کہین یا کوئی ماہی گیر پچہلی رات سے جاکر
کوئی شے تک اترتا ہو کسی صحرا سے جاتا ہو
یہ جنگل تہا وہ میدان ہے وہ ٹیلا تہا یہ نالا ہے
ہوائین ٹہنڈی ٹہنڈی چلتی تہی وہ خستہ تشنگی
بہری جو نیند آنکہون مین چپکے یون جیسے متوالا
تو جب جو جاتا شاہد ہو مہر و ماہ و انجم ہو
یہی تلک جیسے ہین جس طرف دیکہا جہان دیکہین
تو ہمین کچہ جلوہ مین جیسے گہو ماہ ہوتا ماری

ہی عالم مین تنہا کوئی چرواہا تہکا ماندہ
ہوئے سبزے کو ہلکے چہوتے گیاہ نرم کا بستر
تہکن کے دور کرنے کو وہ چپکے چپکے کچہ گاتا
یکایک ہو سو الحان اک وہ اسکے کان مین آتی
تو سمجہا اپنا اک آواز اس نوا پر دل ہوا مضطر
کہ خورشید ضیا گستر کو وہ اک دیوتا سمجہا
محبت الٰہیہ سے موسیقی سنہانی سکہاتا ہے
اسی آواز سے مرتن مین گویا جان آئی ہو
چلا ہو سو دیا لیکے اپنا جال کاندہے پر
کہین ہون دیو زادہ کا کسی جا پر ٹہکانا ہو
اندہیرا کیسا ہی کہاتی مین اور وہان اجالا ہو
ہو کم گر روشنی اسوقت کی کچہ اسکو مطلب کی
یکایک آنکہ پہیلتے جو ہوئی عالم بالا
جو بس جنگل گم ہو ہیون صرف تو ہم تہا ہو
مین اک مسکن دیوی کا اترا تخت جنگل مین
ہر اک کا انجمن معظم سند ہو جس مین سنگ

نرالی انکی پوشاکیں نئے انداز کا جلسا
تفنن کے لیے گانے بجانیکا یہی ہے چرچا

گلے وہ نور کے وہ انکی گانے کی ادا دلکش
وہ اونچی سُر وہ تانیں اور وہ باجوں کی صدا دلکش

ہوا کوئی مسافر جانب منزل روانہ ہو
بہت دن کم رہا ہو تھک گیا ہو دور جانا ہو

وہ غربت وہ تھکن وہ بیکسی وہ آبلہ پائی
وہ شوق منزل مقصود اور وہ ناشکیبائی

وہ تنہائی کا عالم اور وہ وحشت فزا وادی
دکھائی تک نہیں دیتی جہان کوسون تک آبادی

وہاں اُس پر سخت سفر لیا وہ مضطر ہو
وفور ماندگی سے دو قدم چلنا ہی دوبھر ہو

وہ گرمی رستہ چلنے کی اور وہ پیاس کا عالم
پہاڑوں کے وہ کالے کوس اور وہ یاس کا عالم

یکایک طالع برگشتہ جو کچھ راہ پر آئے
درختوں کا ذخیرہ دور سے اسکو نظر آئے

تلاش آب میں بیتاب ہو کر اسطرف جائے
حصول مدعا ہو کالبد بیجان میں جان آئے

درختوں کی قرین چشمہ کوئی وہ نیم جان دیکھے
جسے آب بقا کہتے ہیں وہ آب روان دیکھے

اُسی چشمہ سے تھوڑی دور اک بستی نظر آئے
پئے پانی با اطمینان دم بھر واں ٹھہر جائے

وہ پانی کام کرجائے شراب نشہ آور کا
درختوں کی ہوا دے لطف ربط روح پیکر کا

گھڑی بھر وان رہے گا وہ سماں جنگل کی وہ سبزی
وہ سورج کا طلائی رنگ اور وہ دھوپ کی زردی

وہ سبزہ پر ہر اک سو لالہ احمر کہلا جیسے
بچھا فرش مخمل سبز اور وہ بوٹی سرخ ریشم کی

لکھے دل میں عجب کیفیت آپ ہوا ہے اب
وہی جنگل جو تھا وحشت فزا راحت فزا ہے اب

دل مسرور مشکور عنایات سماوی ہو
اس عالم میں توہم عقل پر جو حاوی ہو

تصور کو تلاش منعم اصلی کا دھوکا دے
جلوس ناسپاس کا تماشا اسکو دکھلا دے

پہاڑی پر وہ دیکھو سامنے مجمع ہے پریوں کا
وہیں پانیکا ہے اک حوض اور اسمیں ہے فوارہ

اُسی فوارہ سے چاروں طرف یہ فیض جاری ہے
وہ فوارہ نہیں گویا رگ ابر بہاری ہے

وہ پانی منبع شادابی کوہ و بیابان ہے
وہ پانی منبع سیرابی ہر باغ و بستان ہے

علم تواریخ کی یونان میں قدر کیجاتی تھی اور تصحیح تواریخ تیار کرنے اور محفوظ رکھنے کا بڑا خیال تھا۔ تمام ممالک روئے زمین جنکا حال اس زمانہ میں معلوم تھا وہ سلطنتوں

لے یہ ایک دیوی کا نام ہے اہل یونان کے نزدیک معہ چند سہیلیوں کے پانی کے محافظ مقرر کی گئی تھی ۔

مین منقسم ہو گیا تہے - ایک تو سلطنت ایران جو دولت مین مشہور اور طاقت مین ضعیف تھی - اور دوسری سلطنت یونان جو طاقت مین زیادہ مگر وسعت مین کم تہی - اس سلطنت ایران کا بانی میانی کیخسرو شاہ گذار ہے جسکا ذکر شاہنامہ مین بتفصیل درج ہے - شاہ گشتاسپ کے عہد مین ایک سو بیس صوبے اس سلطنت مین داخل تہے - اور ہندوستان تک اس کی سرحد تہی - اندنون ایران مین سکندر کا ہمعصر دارا ابن داراب حکمران تہا - اور جیسا کہ اندنون ہندوستان کے نظم و نسق مین کئی طرح کی خرابیان تہین ویسا ہی ایران کا بندوبست ابتر تہا - رعایا کے حال کی کچھہ حفاظت نہین ہوتی تہی اور انکو ناظمان شاہی او امیران سرکشی لوٹتے رہتے تہے - زردشت آتش پرست کا مذہب تمام وسیع مملکت مین جسکو پیرو گیبر و آتش پرست کہلاتے تہے +

اور ہر یونان کا حال یہ تہا کہ یہہ ملک ابتدا سے مختلف ریاستون مین سطرح منقسم تہا کہ جتنے شہر تہے اتنی ہی ریاستین تہین اور انمین ہمیشہ لڑائی رہا کرتی تہی چھوٹے چھوٹے سردار ہمیشہ خانہ جنگی مین مصروف رہتے تہے اس ملک کے شمال مین ایک چھوٹی سی ریاست واقع ہے جسکو مقدونیہ کہتے ہین اسوقت وہان ایک خاندان کے بادشاہ حکمرانی کرتے تہے جو اپنے تئین یونانی بتاتے تہے ابتدا مین اس ریاست کو بہت رونق اور قدرت حاصل نہ تہی - مگر رفتہ رفتہ زور پکڑ گئی اور سال مسیحی سے ۳۶۰ برس پہلے فیلقوس کے عہد حکومت مین اسکو بڑا عروج حاصل ہوا اس بادشاہ نے اپنی شجاعت اور لیاقت سے اس سلطنت کو بڑہایا اور آہستہ آہستہ یونان کی کل ریاستون کو اپنے فرمان کا مطیع و منقاد بنا لیا -

عہد سکندر سے ایک سو سال پیشتر ایرانیون اور یونانیون مین لڑائیان

ف - اس زمانہ مین ایران کا عام دین آتش پرستی تہا - یونانیون کا بت اور عنصر پرستی مصر کا بت پرستی اور حیوانات مثل بیل وغیرہ کی پرستش - فقط یہودی لوگ خدا واحد لاشریک کی پرستش کرتے تہے +

ہوتی چلی آتی تہین ایرانیون نے یونانیون پر دو مرتبہ پہلے حملہ کیا تہا اور اگرچہ وہ
تعداد مین یونانیون سے بہت زیادہ تہے لیکن وہ نو مرتبہ بڑی اور بحری لڑائیون
مین انہون نے شکست فاش کہائی - بعض مورخون نے یہہ بہی لکہا ہے کہ
ایک مرتبہ اہل فارس نے مقدونیہ کو اپنا باجگذار بہی کر لیا تہا - چنانچہ سکندر نامہ
مین بہی اسکی شہادت پائی جاتی ہے اور کتاب نامہ خسروان مین بہی جو ایک
معتبر کتاب ہے مرقوم ہے کہ دارا کے باپ داراب نے فیلقوس کو باجگذار کر لیا
تہا کیا تعجب ہے شاید صحیح ہوگا - لیکن اسمین بہی کچہہ شک نہین کہ پہر یونانی
بہی کچہہ بہت مغلوب نرہے - اور اس وقت سے لیکر ہمیشہ ایشیاے کوچک
مین ان دونون قومون کے درمیان لڑائی رہنے لگی - ایرانیون کے
صوبجات کی حاکمون کا یہہ قاعدہ تہا کہ وہ یونانی سپاہیون یا مزدورون کو جو طمع زر
سے ایران مین آجاتے تہے اپنی فوج مین بہرتی کر لیتے تہے - کیونکہ انہین یقین ہوگیا تہا کہ
یونانی بڑے جنگجو اور فن جنگ مین بڑے ماہر لوگ ہین - آرٹکسرکسیز کے عہد مین
ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تہا کہ اسکے بہائی خسرو نے سرکشی کی اور گردن اطاعت
سے پہیر کر دس ہزار نبرد آزما جوانان یونان کے دریاے فرات سے عبور کر کے
فتح کرتا ہوا قریب بابل کے پہونچگیا اور ایک معرکۂ عظیم مین وہ اگرچہ فتحیاب
ہوا لیکن حیف مارا گیا - یونانیون نے اپنے سپہ سالار کو مرا ہوا دیکہکر قصد پس پا
ہونے کا کیا اور باوجودیکہ لشکر ایران فوج یونان کے تعاقب و مقابلہ
مین تہا - پہر بہی ہزارہا میل ملک بیگانہ آرمینیا سے گذر کر بخیر و خوبی بحر
اسود تک پیچہے ہٹ آئے اور غنیم سے کچہہ نہ ہوسکا - ان باتون سے یونانیون کو یقین
ہوگیا تہا کہ ایرانیون کے لشکر ہمارے مقابلہ مین کچہہ حقیقت نہین اور تہوڑی سی
جمعیت پیادہ اور بہت سی سپاہ ناجنگ آزمودہ کو ہزیمت دے سکتی ہے -

اس اثنا مین فیلقوس نے بہت سی یونانی ریاستون کو اپنے زیر نگین کر لیا
تہا اور باقیون سے رشتۂ مودت گانٹہہ لیا تہا سب سے متفق ہو کر اہل فارس

کے مقابلہ کے واسطے مہم کی تیاری کی اور اپنے آپ کو سپہ سالار قرار دیا۔

فیلقوس کی وفات سکندر کی تخت نشینی

فیلقوس مہم ایشیا کے لئے ابھی سامان تیار کر ہی رہا تھا کہ اپنی دختر کی شادی میں ایک امیر کے ہاتھ سے ۳۳۶ سال قبل حضرت عیسیٰ مسیح مارا گیا فیلقوس کی ناگہانی موت کی خبر سنکر یونان کی بہت سی ریاستوں نے جب دیکھا کہ تخت و تاج کا وارث ناتجربہ کار لڑکا رہگیا ہے ارادہ کیا کہ شاہان مقدونیہ کی اطاعت سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جاویں۔ اس لئے بغاوت پر مستعد ہو گئے۔ سکندر بیس برس کی عمر میں مقدونیہ کے تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے باپ کے بڑے بڑے ارادوں کو سمجھا تھا گو چاروں طرف سے اسے خطرہ ہی خطرہ نظر آتا تھا کیونکہ شمال سے وحشیوں کے مہیب حرکات اور جنوب سے کے ہن یونانیوں کی شورش سکندر سے نوجوان تخت نشین کے دھمکانے کے لئے کافی تھیں لیکن اسکی طبیعت کی جسارت اور خداداد استقلال ان خطرات پر غالب آ گئی۔ اہل تھسلی نے اسکو اپنی ریاست کا حاکم تسلیم کرلیا اور قوم ایمفکٹائن نے بلا عذر منِ اسکو وہ تمام اعزاز سپرد کر دئے جن سے فیلقوس معزز کیا گیا تھا۔

گو سکندر ابھی جوان سال شاہزادہ تھا لیکن اسکی تعلیم کی تکمیل عرصہ سے ہو چکی تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے آپکو مشہور دلاوروں پہلوانوں اور دیوتاؤں کا جانشین سمجھتا تھا۔ اسکا خیال تھا کہ اچلیز کی تلوار کو استعمال کرنا میرا فرض اور نیز میری غیرت کا باعث ہے اسکے دل میں رجز خوانی سے جوش مردانگی پیدا ہو جاتا تھا اور مطالعہ سے دل و دماغ کو روشنی حاصل ہوتی تھی۔

جب سکندر کو اکثر یونانیوں کی نوبت سے منحرف ہونیکی خبر ملی تو اسکے وزیروں نے مشورہ دیا کہ یونانیوں سے متعرض نہیں ہونا چاہئے تاکہ پہلے ۔ پیچھے جب

ہم ہیم ایشیا پر جائین شورش نہ مچائین - مگر سکندر نے کہا ایسا ہنین ہوگا
مین عین تک گہر کا انتظام درست نہ کرون میرے شان کے شایان نہین
کہ باہر جاکر لوگون کو دہمکاؤن غرض اُس نے یونانیون کو کچھہ تو سختی اور کچھہ نرمی
سے جسطرح ہوسکا سمبہالا - اِس اثنا مین اسکی کامیابی کی بڑی وجہ اسکی طبیعت
کی ہوشیاری اور پہرتی قرار دیجا سکتی ہے - وہ دفعتاً جو ایشیا کا فساد فرو
کرنے کے لئے چڑہ گیا اور یکایک قوم تہبیز کے دروازون پر اسطرح جا موجود
ہوا - کہ وہان کے لوگ حیران و ششدر رہگیے - اسکی قوت بازو اور
جسامت طبع کے باعث لوگون کی نگاہ مین اسکی حرمت فیلقوس سے بہی زائد ہوگئی
سپارٹ لیسی ڈیمن کے سوا یونان کی باقی سب ریاستون نے بمقام کارنتھ اپنے وکیل
بہیجکر بکمال اطاعت اور تابعداری کے اظہار کے بعد مہم فارس کے لئے اسکو
اپنا سپہ سالار تسلیم کیا یہ وہی عہدہ ہے جو کچھہ عرصہ پیشتر اُسکے والد کو تفویض
کیا گیا تہا

کہتے ہین اِس وقت سکندر کی خدمت مین گرد نواح کے بڑے بڑے حکیم اور
رئیس مبارکباد کو آئے - مگر حکیم دیو جانس کلبی نہ آیا - سکندر خود اُس سے
ملنے گیا حکیم اس وقت دہوپ مین لیٹا ہوا تہا - بہت سے آدمیون کو اپنی
جانب آتا ہوا دیکہکر اُٹہہ بیٹہا - سکندر نے بڑے خلق کے ساتہ اُس سے
گفتگو کی اور کہا کہ آپ کوئی خدمت میرے لائق فرماوین - اُس نے جواب دیا
آپ ذرا دہوپ چہوڑ کر کہڑے ہو جاوین - اس بات پر سکندر کے رفقا
ہنسے مگر سکندر کو اُسکے استغنا پر غش آگیا - اور کہنے لگا کہ اگر مجہکو خدا نے
سکندر نہ بنایا ہوتا تو اُس دیو جانس کلبی ہونے کی آرزو کرتا -

سکندر جیسے عظیم الشان جلیل القدر شہنشاہ کے مختصر حیات کی بے شمار
واقعات بطور ایجاز قلمبند کرنے کے لئے بیشک ہم قدم قدم پر نقشون کا حوالہ
نہ دیوین ممکن نہین کہ اسکی تیز موتتد مہمون یلغارون فوج کشیون اور

مقابلوں یا قدرتی رکاوٹوں کا جو اسکی سد راہ ہوئیں یا نہایت وسیع سلطنتوں
اور مملکتوں کا جو اس نے صرف چند سال میں کھوندیں پتہ لگایا جا سکے تمام
رزم وپیکار کے کارنامے جبتک انکی مقامات وقوع کی نشاندہی جغرافیہ نہ کرے
بالکل فضول اور محض مدد از کار فسانے ہیں ۔

شمال کے وحشی باشندے سکندر کی وفات کی غلط خبر مشہور ہوگئی ۔ اہل تھیبز کی گرفتاری

سکندر نے اس غرض سے کہ میری مہم ایشیا پر جانے کی غیبت میں کوئی شریر دشمن
پیچھے نہ رہجاویں اور فساد نہ کریں شمال کے وحشیوں کو مطیع کرنے کا ارادہ
کیا اپنے پایہ تخت مقدونیہ سے موسم بہار میں ۳۳۵ سال قبل مسیح روانہ
ہوکر با وجود وہاں کے ساکنین کے مزاحم ہونیکے برق وباد کیطرح سفر کرکے دس دن میں
کوہ بلقان کے درون سے گذر گیا اور دریائی ڈینوب کے وسیع میدان میں جا اترا آتے ہی
اہل ٹریبلی کو فتح کر لیا اور دریائے ڈینوب کو کسی ایسے مقام سے عبور کرکے کہ جسکا ٹھیک
پتہ لگانا مشکل ہے قوم گیتی کو جو شمالی کنارہ دریا پر رہتے تھے جا دبایا ۔ چونکہ سکندر دفعتاً
دو منزل سے منزل کرکے انکے سر پر جا پہنچا ۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوگئے کہ تاب مقابلہ نہ لاسکے ؛
الیریس اور طالینطی فرقوں کو تاخت وتاراج کرتے ہوئے کیونکہ مملکت چھوڑنے سے
پیشتر سکندر کو ان فرقوں کو دبانا ضروری معلوم ہوتا تھا بلن کو مراجعت کی ۔

ابھی سکندر کو شمالی دشمنوں کی سرکوبی سے بمشکل فراغت ہوئی تھی اور راستہ
ہی میں تھا کہ یونانی ریاستوں میں جنکو سکندر نے زور اور تخویف سے
مطیع کیا ہوا تھا سکندر کی وفات کی خبر مشتہر ہوگئی اور ایک مرتبہ پھر باغی
ریاستوں نے سلطنت مقدونیہ سے آزادی حاصل کرنے کی امید ٹھان لی
اور سکندر کے دو فوجی افسروں کو جنکو وہ کیمپ ... کی پاداش کے عہدہ پر

انکو پولیس کی حفاظت کے لئے وہانکے قلعہ مین تعینات کر گیا تہا قتل کر ڈالا باغی
ابہی تیاریون مین مصروف تہے اور آزادی کے خیالی پلاؤ پکا رہے تہے کہ
انکو دشمن کو بہی خبر جا پہونچی جو دم زدن مین فوج جرار لیکر انکے سر پر برق اسا
آن پہونچا۔ اور انکے شہر کے سامنے خیمے ڈیرے ڈالدیئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر
اس وقت سکندر کو کوئی معقول عذر سنایا جاتا تو وہ ضرور تسلیم کرتا اور معاف کر دیا
تہا لیکن باشندگان تہیبز کے کینہ توز پرجوش خیالات نے انہین عذر خواہی
سے باز رکہا کیونکہ مورخ لکہتے ہین کہ سکندر نے ایک اشتہار اس مضمون کا
جاری کر دیا تہا کہ اگر اہل شہر اپنے سرغنے حوالے کر دین تو ان سے بازپرس نہ
ہوگی۔ اسکے جواب مین اہل شہر نے کہنڈے سے کہا کہ سکندر ہی اپنے دو جرنیل ہمارے
حوالے کر دے۔ غرض آشتی سے کام نہ چلا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اگرچہ تہیبز والون
نے جنگ مین خوب شجاعت دکہائی اور داد مردانگی دی۔ لیکن سکندر کی
فوج سے عہدہ برا نہو سکے۔ تہوڑے سے مقابلہ کے بعد سکندری سپاہی شہر مین
داخل ہوگئی۔ فاتح سپاہیون نے ایسا سخت ہنگامہ قتال گرم کیا کہ جسکی تفصیل
مین قلم خون رو دیتی ہے۔ سکندر کی فوج مین جسقدر فوسیشین پلیٹین اور
براوشین لوگ تہے۔ اونہون نے گذشتہ درد و دکہ جو اس شہر کے
بے تمیز ناتراشیدہ باشندون سے اٹہائے تہے یاد کر کرکے غیظ وغضب سے
آگ بگولا ہوگئے۔ اور اس طیش سے شہر مین قتل عام کیا کہ جو سامنے آیا جانے
نہ دیا خون کے ندی نالے بہ گئے۔ جنہون نے مقابلہ ہی نہین کیا تہا
انکو بہی شمشیر کی گہاٹ سے اتارا گیا۔ جو مندرون مین مورتون سے دعائین
مانگ رہے تہے اور التجائین کر رہے تہے وہ بہی انکے خنجر بران سے نہ بچے
"غرض عورت چہوڑی نہ بچے چہوڑے سب تہ تیغ بیدریغ کر دیئے"
مقتولون کی تعداد کا تخمینہ ۶۰۰۰ کیا گیا ہے لیکن شاید کسی قدر مبالغہ ہوگا
جو قتل سے بچے تہے وہ قریب تیس ہزار کے غلام بنا کر فروخت کئے گئے۔ البتہ

چند نفر اِس ہنگامہ قیامت کی لپیٹ مین نہ آئے یعنی خادمان دین اور شہنشاہ فاتح کے چند ہواخواہ جنہون نے بغاوت کو روکا تہا۔ اِس قتل عام سے بچ گئے۔ اِس طوفان بے تمیزی سے مندرون کے سوا تمام شہر کے مکانات منہدم کرائے گئے۔ اور شہر تہیبز اُس وقت فقط ایک کہنڈرات کا ٹیلا معلوم ہونے لگا یا یون کہو کہ اس وقت خطہ یونان سے اس شہر کا نام مٹا دیا گیا گو اہل تہیبز بہی اسی قسم کی سزا کے مستحق تہے لیکن چونکہ سکندر نے جانب جنوب آگے بڑہنا تہا اس وقت قومی مصلحت نہ سمجہا اور ارادہ ملتوی کر دیا کیونکہ وہ سمجہتا تہا کہ تہیبز کی مثال ساری ملک کے باغیون کی عبرت کے لئیے بہت عمدہ نمونہ ہوگا اور یہہ بات ایسی ٹہیک نکلی کہ یونان مین فی الواقع اسکا رعب ایسا چہا گیا کہ پہر کسی مخالف نے سر نہ اٹہایا۔

ایشیائی مہم۔ سکندر کا شہر طرای مین پہنچنا

عیسوی سنہ سے ۳۳۴ سال پیشتر موسم بہار مین سکندر نے مہم ایشیا پر جانیکا قصد کیا۔ یہہ وہی مہم ہے جسکی واسطے اِس کے باپ کا سینہ بہی خوش آیند امیدون سے سالہا سال سے گرم تہا چہہ پانچ ماہ مین اس چڑہائی کے سامان درست ہوئی۔ سکندر نے تیس ہزار پیادے پانچ ہزار سوار ہمراہ لئے اِس فوج مین زیادہ تر مقدونیہ والے اور اہل تہسلی شامل تہے اور یہی لوگ تہے جنکی ہمت بازو پر سکندر کی نصرت یا ہزیمت کا زیادہ تر مدار تہا باقی بہی کئی ایک ریاستون کی تہوڑی تہوڑی فوجین تہین۔ سکندر کے پاس اِس وقت بہت تہوڑا سا خزانہ رہگیا تہا جسکی وجہ یہہ تہی۔ کہ اُس نے چلنے سے پیشتر بہت سا خزانہ اپنے دوستون اور اہل فوج مین تقسیم کر دیا جب ایک سردار نے سکندر سے پوچہا کہ بادشاہ سلامت اپنی سارا خزانہ تو بانٹ دیا اپنے واسطے کیا رکہا ہے سکندر نے کہا امید

اس بات نے اس سوار کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس نے مع اور چند امرا
کے سب لیا ہوا روپیہ واپس دے دیا اور کہا کہ ہم بھی آپ کی امید مین
شریک ہین ۔ غرض اسطرح داد و دہش کرتا مقدونیہ سے چلا اور ۲۰ روز کے عرصہ
مین بمقام سسٹوس جو کہ ہلس پونٹ کے کنارہ پر واقع تھا جا پہونچا یہہ ہلس
پونٹ ایک سمندر کا نہایت تنگ قطعہ ہے ۔ جسکو آجکل آبنائے ڈارڈنلز کہتے ہین
اور یوروپ کو ایشیا سے جدا کرتا ہے ۔ وہان فوج کے واسطے پہلے سے
کشتیان تیار کروا رکھی تھین کیونکہ اس زمانہ مین بڑے بڑے جہازون کا کوئی
نام نہین جانتا تھا فوج کو ان مین سوار کرکے خود ایک چھوٹی کشتی مین بیٹھ گیا
اور اسے اپنے ہاتھ سے کھینچتا چلا گیا ۔ منجدھار مین پہنچکر سمندر کے دیوتون اور
دیویون کے نام پر ایک سانڈ کی قربانی دی ۔ اور جب کنارہ نزدیک آیا ۔ تو
اپنا نیزہ خشکی پر پھینک دیا اور اس سے یہہ شگون لیا کہ ایشیا پر قبضہ ہو گیا ۔
کنارہ پر اُترکر شہر ٹرای کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہونچکر اپنے دوست
ہفیسٹین سمیت جو اچیلز کی اولاد سے تھا ان دلاورون کے مقبرون کے جنہون نے
اس میدان پر جانبازیان کی تھین اور جنمین اچیلز بھی مع اپنے عزیز دوست
پیٹروکلس کی لمبی تانے سو رہا تھا ۔ نہایت شوق اور ارادت سے زیارت
کی ۔ شاید جوانی کا جوش اس جوان شہنشاہ سے ایسی خوش اعتقادیون
کے ظاہر ہونے کا بڑا سبب ہوگا لیکن اسمین بھی شک نہین کہ سکندر
کی حکمت عملی کا یہہ بھی ایک بہت بڑا پہلو تھا کہ اپنے پیروون اور لشکرین
وغیرہ پر ظاہر کرے کہ وہ بھی زمانہ دلاوری کے مشہور ہیرو اور جنگجو اچیلز کا
جانشین ہے

جنگ غدس کو حقارت کی نظر سے دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ طنبورہ جسکو اچیلز
بجاکر دل بہلایا کرتے تھا لایا جاوے ۔ سکندر جسکے چہرہ پر اوس وقت
عجیب طرح کی اداسی چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر مضطرب اور سرگردان سمندر

کے کنارہ پر بیٹھکر مشہور دلاوروں کے کارنامی جنگی تفصیل ملک الشعرا ہومر کی کتاب الیڈ مین درج ہے طنبور بجاکر اپنا دل خوش کیا - اس بات کی صحت مین ہمین مطلق شک نہین کیونکہ جسقدر ہمین سکندر کے عادات اور چلن کے حالات سے آگہی حاصل ہے اُسی قدر ہم جانتے ہین - کہ اسکی طبیعت ضرور اس امر کی متقاضی ہوئی ہوگی - کیونکہ دلاوران قدیم کے کارنامون کو سنکر اُنکی برابری کرنا اور بزرگ ہومر کی نظم کو نظر عزت سے دیکھنا یہ دونون اسکی دلی آرزوئین تھین - اور اس لئیے وہ ہومر کی کتاب الیڈ سے ایسا پیار کرتا تھا کہ ایک دم اسکو جدا نہین کرتا تھا بلکہ رات کو تلوار کی ہمراہ پاس رکھکر سوتا تھا اور محبت سے اسکو "لڑائی کے علم کی حمائل" کہتا تھا +

سلطنت فارس - جنگ گرنیکس

جس زمانہ مین سکندر اعظم ایشیا کے کنارہ پر جا پہونچا تھا - اُس وقت فارس کی عظیم الشان اور نہایت وسیع مملکت سے کمزوری کی کئی علامتین نظر آتی تھین - خود اہل فارس جو فاتح قوم کے ممبر تھے تعداد مین کم تھے - اس تمام وسیع مملکت پر صرف ایک شاہنشاہ مطلق العنان حکومت کرتا تھا - جسکی زیر لوائی بے شمار مختلف قومین آباد تھین - اور ملک کے حصے قدرتی حدود سے محدود تھے جنکو عبور کرنا ذرا دشوار کام معلوم ہوتا تھا صوبجات دار السلطنت سے دور دراز فاصلہ پر ہوتے تھے اُنکی حفاظت اور انتظام کے لئیے صرف کسی قدر مصلح فوج ایک معزز افسر کے ماتحت تعینات کی جاتی تھی اور یہ افسر جنکے سپرد اس صوبہ کی حکومت کیجاتی تھی بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے تھے - اس لئیے سلطنت کا چند حصون پر منقسم ہونا اور طاقت مین کمزور رہنا ایسے لابدی امر تھے کہ جبتک ایسی سلطنت کا وجود باقی تھا بیشک انکا ازالہ ہونا محال تھا - اسکے علاوہ یہ حکام صوبجات صرف سزا کے ڈر کے مارے

شہنشاہ کی اطاعت کرتے تھے ورنہ اراعت و مودت کا کوئی رشتہ انمین حائل نہین ہوتا تھا جس وقت کوئی صوبہ دار اپنے آپ کو سلطنت کے مقابلہ کے قابل پاتا تھا اس وقت کھلے بندون باغی ہوکر بادشاہ کو دعوت جنگ کرتا تھا اس لئے اس وقت صرف اسیقدر نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ خطہ زمین سلطانی سلطنت کے حدود سے چندے خارج رہتا تھا - بعض صوبہ جات کی حکومت بعض ناظمون کے خاندان مین پشت در پشت چلی جاتی تھی اور چونکہ بادشاہ مین انکے مقابلہ کی تاب نہ تھی اس لئے برائے نام بادشاہ انکے انتظام برائے نام منظور کر لیتا تھا -

دارا شاہ فارس سکندر بادشاہ کا ہمعصر گذرا ہے اسمین انتظامی لیاقت اور گرتی ہوئی سلطنت کو سمبھالنے کی طاقت موجود نہین تھی - انتظام فوج کشی اور نبرد آزمائی سے بالکل بے بہرہ تھا اور ہمت کا پرلے درجے کا پست اسکو حملہ آور قوم کو پسپا کرنے کی بالکل امید نہین تھی مگر ہان یونانیون پر ہی امید تھی جو اسکی فوج مین ملازم تھی کہ اپنے بھائی بندون کا مقابلہ کرسکین گے - کمبائی سس کے عہد سے جو شاہ کیخسرو اول کا بیٹا تھا سکندر کے عہد تک دستور ہو گیا تھا کہ بہت سے یونانی ہمیشہ اپنے ملک سے آکر شاہ فارس کی ملازمت مین شامل ہو جاتے تھے کیونکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اہل فارس پر یونانیون کی جنگجوی ثابت ہو گئی تھی - اور اسطرح اہل یونان اپنے نئے مالک کے زیر حکم اپنے بھائی بندون کا جو انکے ہمزبان اور ہم اطوار ہوتے تھے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ مین مستعد ہو جاتے تھے - یونان کی خانہ جنگی اور آئے دن کے جھگڑے بکھیڑے اکثر اہل یونان کے آرام مین حارج ہوکر انہین وقتاً فوقتاً زاد و بوم چھوڑ کر جلاوطن ہونے کے لئے مجبور کرتے رہتے تھے اور وہ اس لیے شاہ فارس سے اس عہدہ اور مال متاع کے حاصل کرنے کی تمنا رکھتے تھے جس سے وہ وطن سے دست بردار ہو کر چلے آتے تھے - اس وقت دارا کی بڑی امید

کو صرف ایک یونانی میمنن نامی باشندہ جزیرہ روڈس پر بہروسا تہا کیونکہ اُس کی جنگی قابلیت اور بہادر آزمائی کی لیاقت اس قابل تہی کر اس کو شاہ مقدونیہ کا مہیب اور زبردست مد مقابل قرار دے سکین -

اِس عرصہ مین دارا شاہ فارس کے جرنیل سکندر کے مقابلہ کے لئے لشکر جرار جو قریب ایک لاکھ دس ہزار کے تہا ایک دریائی گرینکس کے مشرقی کنارہ جسکو سٹوولا کہتے ہین اور بحیرہ مارمورا مین گرتا ہے ایک بلند مقام پر جمکر آ پڑے کیونکہ فوج فارس کے سواروں کا ارادہ تہا کہ اس مقام پر دشمن کا مقابلہ کرین لیکن یہ امر میمنن کی رائے کے بالکل برخلاف تہا - معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہہ واقف موز جنگ سپہ سالار لشکر کی کمان پر تعینات نہین تہا صرف صحیح اور مفید مشورہ دینے کا مجاز تہا - ادہر سکندر نے مقابل کے ساحل پر دشمن کی فوج کو جو تعداد مین قریب ایک لاکہہ دس ہزار کے تہے اور اسکی اپنی سپاہ سے دوچند سے بہی زیادہ تہی پڑا ہوا دیکھا - ساحل کو پہونچا ہی تہا کہ سہ پہر یا شام کا وقت قریب تہا اُسکو ایک سردار نے رای دی کہ اِس وقت حملہ کرنا مناسب نہین - لیکن سکندر نے جواب دیا کہ ایسا کرنا قرین مصلحت اور مقتضائے مردانگی نہین - یہ کہکر دریا مین گہوڑا ڈالدیا اور سواروں کو ساتہ آنے کا اشارہ کیا سامنے دشمن نے تیر برسانے شروع کئے دریا سے کی تلاطم نے بہی اُسکو بارہا غوطے دیئے لیکن دیوانون کیطرح جوش مین بہرا ہوا آگے بڑہا گیا کنارہ پر پہونچکر صف آرائی کی مہلت کسی کو نہ ملی ابہی پیادے پہونچے بہی نہین تہے کہ وہ دونو فوجین غٹ پٹ ہوگئین لیکن چونکہ فارس والون کا مقام قیام مطلق فوج سکندری کے حملہ کی مقاومت کرنیکے قابل نہین تہا اس لئے فوج فارس باوجودیکہ جان توڑ کر لڑی - لیکن شکست فاش اوٹہائی - اس میدان کی فتح صرف سکندر کی ذاتی جراٴت پر جس نے کہ اپنی ہاتہہ سے فوج مخالف کی دو بڑے نامور سردارون کو خاصے مقابلہ کے بعد خاک مین ملایا

اور مقدونیہ والون کے لمبے بہالونکے نام پر جنہون نے دشمن کی رہی سہی بے قاعدہ فوج کی صفون کو درہم برہم کیا نامزد ہوسکتی ہے۔ گو اس حملہ مین سکندر کا جوشن جوڑ کے مقام سے کہل گیا تہا اور خود بہی چہلنی ہوگیا تہا لیکن جسم کو مطلق گزند نہ پہونچا۔ فوج فارس کے یونانیون نے میدان جنگ مین گو دا مردانگی دی تہی لیکن دو ہزار کے سوا باقی سب لشکر مفرور کے آب نیزہ و شمشیر مین ڈوب مرے وہ دو ہزار جو بچ رہے تہے پابزنجیر کرکے مقدونیہ مین غلام بنانے کو لئے بہیجے گئے۔

اس لڑائی کے خاتمہ پر سکندر نے ثابت کردیا کہ اسکو انہار محبت سے لشکریون کے تسخیر قلوب اور انکو آمادہ جنگ و نصرت کرنیکا ڈہنگ خوب یاد ہے اس نے بذات خود اپنے مجروح اور بیمار سپاہیون کی عیادت کی۔ انکی بہادری کے کارنامے اور زخمون کی باتین سنین۔ والدین جنکے بیٹے جنگ مین کام آئے تہے اور بیبیو جنکے باپ اور بیوائین جنکے خاوند چل بسے تہے انکی خوب طرح امداد اور ہمدردی کی اور انہین کئی طرح کی تمدنی حقوق اور مراعات کا مستحق گردانا سکندر نے اپنے جلو مین بوقت جنگ پچیس سوار بطور مقدمۃ الجیش آگے رکہنے کا طریق نکالا تہا۔ چنانچہ وہ پچیس جانباز جو اس حملہ مین اسکی ہمراہ تہے مارے گئے تہے۔ جسپر سکندر نے لسی نپس مشہور بت تراش کو حکم دیا کہ انکے بت برنجی تیار کرے۔ چنانچہ وہ بت مقدونیہ مین رکہے گئے اور بعد ازان شہر روم کے ایک سرکاری عمارت کے سجانے کے کام آئے۔

بحر جزائر مشرقی یونان کے کنارہ پر بہت سے یونانی قصبات تہے اور چونکہ سکندر کا منشا تہا کہ ان سب کی علیحدہ علیحدہ آزاد ریاستین بنادی جاوین اسلئے یہ فتح اسکی مطلب کے لئے بہت سودمند تہی۔ کیونکہ اس کا خیال تہا کہ اس طرح وہ یونانی آپس مین متفق کرکے میری تخریب نہین کرسکین گے اور دوسرا وجہہ یہ بہی ظاہر کرنا چاہتا تہا کہ وہ یونانیون کو آزادی دینا چاہتا ہے

اور ہر حالت میں انکا ممد اور حامی رہے ۔

مختلف مہمات

سکندر اعظم کے کثیر التعداد مہمات کو اسکے تھوڑے سے ایام حیات میں جمع کرکے دکھلانا بڑا مشکل کام ہے چنانچہ کسی کسی موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے نامور مورخوں کے بھی ہاتھہ لرزتے رہے ہیں۔ یہاں پہنچکر ایرین کی تحریرین بھی صاف نشان نہیں دے سکتیں۔ اس لئے وہ بھی قابل ذکر نہیں ہیں۔ ہم ناظرین کو اس سے عمدہ کوئی رائے نہیں دے سکتے جیسے کہ ہم اوپر بھی ذکر کرچکے ہیں کہ اس مقدونیہ کے بہادر جرنیل کے صحیح صحیح واقعات ومہمات ذہن نشین کرنے کے لئے جغرافیے اور نقشے سے دمبدم مدد لینی چاہیے

جنگ گرینیکس اور میدان انطاکیہ کے درمیان قابل یادگار فقط یہ واقعہ گذرا ہے کہ سکندر نے مقام ہیلیکارنیس واقع کیریا پر تصرف کرلیا یہ مقام ہنمین نے اس وقت خالی کردیا تھا۔ کیونکہ اوس پر قبضہ رکھنا اُسے دشوار معلوم ہوتا تھا۔ ایرین نے اس بڑی تواریخی واقع کی یاد میں فقط ایک خفیف سا ریمارک لکھا ہے ۔

اب جنوب کی طرف سکندر کے بڑہنے کا جو رستہ معلوم ہوا ہے ہمین تواریخی اقوال کی تصدیق کے لئے قدرتی نشان بھی جو مدت دراز تک شہادت دینگے موجود ہین مقام فیسیلس سے لیکر پرگا تک اُس نے کچھہ فوج ایک اندرونی طرف کے تونیار شدہ مگر دشوار گذار رستے سے روانہ کی اور خود سیار کے کنارہ کنارہ ہوکر چلا جہانسی کہ پہاڑ قدم بقدم نردبان کی طرح اُٹھتے چلے جاتے ہین اور بانکی قاعدہ اور سمندر کے درمیان دلدل کا ایک تنگ قطعہ حد فاصل ہے اور جو کہ دوسرے رستہ کی نسبت بہت چھوٹا اور آرام کا رستہ بھی بن گیا۔ اور اگر نسکے ماننے مین کوئی تامل ہو تو یہہ بھی ہوسکتا ہو کہ ان پہاڑون کی چوٹیون

پر اس زمانہ مین کوئی رستہ نہین تہا اسلیئے انسان کو مجبوراً براہ آب عبور کرنا
پڑتا تہا چنانچہ سکندر کے گذرنے وقت اُسکی خوش نصیبی سے سمندر کے اُس حصہ
مین شمالی ہوا کے چلنے کی وجہ سے پانی بہت نیچا چلا گیا تہا اور ہوا بہت موافق تہی
وہان پہنچکر سکندر نے سلیین کے مضبوط قلعہ پر جو کہ می انڈر کے منبع کے
متصل ہے قبضہ کرلیا اور وہان سے ۳۳۳ سال قبل مسیح مین بمقام گورڈیم وارد
ہوگیا ہوپنچکیا جہان اُسکو ساکنین کے تعصب اور خوش اعتقادی کی وجہ سے
ایک بڑا نادر موقع فایدہ حاصل کرنے کا ملگیا۔ اس شہر مین لوگون کا اعتقاد
تہا کہ جو شخص ایک گرہ کی (جو وہان موجود تہی) نہایت پیچیدہ اور مشکل گانٹھ کہول
دیگا اُسکو ایشیا کی سلطنت نصیب ہوگی۔ کیونکہ وہ کہتے تہے کہ یہ ایک دیوتا کا
فرمان ہے اس گانٹھ کے ذریعے سے رتھ کے دُہرے سے گہوڑونکا جوا جکڑا ہوا
تہا چنانچہ سکندر نے نہایت پہرتی سے بذریعہ عورت یا کسی اور طرح عقدہ کشائی
مین کامیابی حاصل کی۔ اسکا ارادے کی تصمیم۔ طبیعت کی چالاکی اور لشکر ظفر پیکر
کی حضوری سب ایسے اسباب تہے کہ اس دیوتا کے فرمان پورا کرنے اور سکندر
کو لوگون کی آنکہون مین اعزاز حکمرانی بخشنے مین کام آئے ۔

یہان فوج مین وطن سے اور کمک آملی اور بہت سے سپاہی جو سکندر نے گذشتہ
موسم سرما مین مقدونیہ کو بہیجی تہی شادیان کراکر آ پہونچے معلوم ہوتا ہے
اس مقام سے جو سکندر ایشیا کوچک کے وسطی سطوح مرتفع اور وہان سے سلیسا
کے میدانون مین پہونچا ہے اور دروازے کوہستان سے سفر کرکے جو طرطوس
مین پہونچا ہے یہ سب وہی رستے ہین۔ جنپر اس سے پیشتر ایک صدی کامل
خسرو شاہ نے اپنے بہائی کے مقابل یونانی لشکر کی امانت سے فوجکشی کی تہی
زمانہ حال کے مورخ قیاس کرتے مین کہ طرطوس سے شمال کی جانب بیس
میل کے فاصلہ پر جو تنگ گلی پہاڑ مین کاٹی ہوئی ہے وہی ہے جسے زینوفن
اور ابرین یونانی مورخ سکندر نگار رستہ بیان کرگئے ہین اس شہر طرطوس

کے نیچے ایک دریا بہتا تھا جسکا نام سڈنس تھا۔ سکندر جب یہان پہونچا تو
دریا کا پانی صاف وشفاف دیکھکر اُس مین کود پڑا۔ منزل کی تکان کی وجہ سے
یا گرم گرم دریا کے سرد پانی مین کود پڑنے کے سبب سکندر کو بخار چڑھ آیا
چنانچہ اُسکو اس مقام پر قیام کرنا پڑا۔ اسی طرح کی غلطی سے کہتے مین کہ اسی
مقام پر شہنشاہ فریڈرک باربیروسا بھی بیمار ہو کر مرگیا تھا۔ غرض سکندر
ایسا بستر علالت پر پڑا کہ جان کے لالے پڑ گئے اور حکیمون نے دوا دینے مین
تامل کیا کیونکہ انہون نے سوچا کہ اگر سکندر اس بیماری سے جانبر نہوا تو مقدونیہ
والے ہمین زندہ نہ چھوڑینگے۔ مگر ایک حکیم نے جرات کر کے ایک دوا تجویز کی ابھی
وہ دوا تیار بھی نہ ہو چکی تھی کہ سکندر کے اُسی جرنیل نے جو ہمیشہ شام کیوقت عبور
دریائے گرینکس سے مانع ہوا تھا ایک خط لکھا کہ تُم اس حکیم کی دوا ہرگز نہ پینا
وہ دارا سے ملا ہوا ہے۔ اور دارا نے تمہارے زہر دینے کے لئے اس سے
انعام کا وعدہ کر رکھا ہے۔ یہہ عریضہ سکندر نے سرہانے رکھہ لیا مگر آفرین ہے
اس جوانمرد بادشاہ کی خداداد دلیری اور استقلال پر کہ جب حکیم دوا بنا کر سامنے
لایا تو ایک ہاتھ سے دوا کا پیالہ مونہہ سے لگا لیا اور دوسرے ہاتھ سے اُسے وہ
خط دکھلایا۔ سکندر دوا پیتا جاتا تھا اور حکیم وہ شکایتی خط پڑھکر مصداق قہر
درویش بر جان درویش پیچ و تاب کھاتا جاتا تھا۔ یہ مقام اس حکیم النفس
شہریار کی سوانح عمری مین بیشک بڑی گہری توجہ کے قابل ہے اس کی
جوانمردی اور حمیت اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ ایک خیرخواہ حکیم کو جو بظاہر دوستی
کا دم بھرتا ہے اسکی دوا پینے سے انکار کر کے شرمندہ کرے یا دوائی کھانے
سے پہلے اسکو خط دکھلا دے آخر کچھہ عرصے کے بعد سکندر کو صحت کلی حاصل ہو گئی

اس سے کچھہ عرصہ پیشتر ممنن مرگیا تھا اور اسی کے ساتھہ دارا کی گرما گرم امیدین
بھی خندہ درگور ہو گئی تھین۔ مرتے وقت یہ بہادر لمعہ فن جنگ مین
تجربہ کار سپہ سالار بحر اجزائر مشرقی یونان مین ایک زبردست جنگی

بیڑا لیے پڑا تہا جسکی مزاحمت سکندر ہرگز نہین کرسکتا تہا - اُس نے مقام لیبوس پر قبضہ کرلیا تہا اور مقدونیہ مین بہ ہوا پر حملہ کرسکتا تہا کیونکہ اُسے امید بہی تہی ریاست لیس ڈیمون جو سکندر کے قبضہ سے آزاد تہی میری امداد ضرور کرے گی - میمن کی اتفاقیہ مرگ سے سکندر کو ایسے دشمن کے ہاتہ سے رہائی ملی کہ جسکی شورش اور مخالفت کے وقت سکندر کو ایشیا کی ایسے نمایان اور روشن فتوحات کو ادہورے چہوڑکر بجبر یونان لوٹ جانے کے اور کچہہ بن نہ آتا تہا -

جنگ انطاکیہ

طرطوس سے روانہ ہوکر سکندر اسی راستہ سے جسپر کہ کیخسرو گذرا تہا براہ خلیج سکندرون چہوٹے سے قصبہ میری انڈرس پر جو ملک سیریا یعنے شام مین واقع ہے جا پہونچا - دارا نے پہلے ہی سے ملک شام مین ایک فراخ کے میدان کو جسپر کہ اسکی بیشمار فوج بآسانی ڈیرہ خیمہ لگا سکتی تہی روکا ہوا تہا دارا نے چاہا کہ اس مقام کو چہوڑکر کسی اور جگہہ پر جہان مقابلہ کا عمدہ موقع ہو لشکر جا ڈالے لیکن ایک یونانی امینٹس نامی نے جو اسکی ملازمت مین تہا اُسے ایسا کرنے سے منع کیا کیونکہ اسکے نزدیک اس سے عمدہ موقع فوج ڈالنے کا ملنا مشکل تہا - مگر افسوس دارا نے اسکا کہا نہ مانا - اور ایک جگہ مقابلہ کرنے کے لیے پسند کی جسپر اسکو ہزیمت ہوئی عقلمندون کو ایک حکمی امر نظر آتا تہا - سلسلہ کوہستان طرطوس سے ایک چہوٹی سی پہاڑی خلیج سکندرون کی جانب نکل جاتی ہے اور اس خلیج کے سطح مرتفع پر جا ختم ہوتی ہے جو سلسلہ کوہستان خلیج سکندرون کے کنارون تک چلا گیا ہے - صرف بعض بعض مقامات پر اتنا میدان ساحل پر بچا ہوا ہے کہ جسپر کہ دو فوجین سامنے رزم آرا ہو سکین ایک مقام پر راستہ ایسا تنگ ہے کہ کرو ہان نہ طرخواہ بچاؤ اور حفاظت کی صورت ہاتہ آجاتی ہے - اس غیر محفوظ

راستہ سے سکندر شام مین داخل ہوا تھا۔ اور جو سکندر کے خیمہ سے جو کہ اُسی سے بھی شمال کیطرف سلسلۂ کوہستان مین واقع تھا۔ اس سے علاقہ شام سے میدان انطاکیہ کیجانب آکے نکل گیا تھا۔ یہان تک کہ دریائے پنارس اسکی فوج کے خیمہ کیجانب واقع تھا اور وہ خود سکندر کے مینزکی طرف بسکہ انتہا تھا لیکن افسوس اس نے ایسے مقام کو میدان کارزار قرار دیا تھا جہانسے فتح یقیناً اہل مقدونیہ کے حصہ مین ہوتی نظر آتی تھی۔

سکندر پس پا ہوکر کوہستان باب شام سے جا گذرا اور شاہ فارس کو میدان انطاکیہ مین آمادہ کارزار پایا اپنی فوج بھی وہین ڈالدی۔ مقدونیہ والون کی فوج جانب یسار کو سمندر سے محفوظ تھی اور جانب یمین بھی ایسے مقام پر تھی کہ جہان امید نہین تھی فارس کی جرار فوج اسکو گھیرکر شکست دیسکیگی شاہ فارس کے پاس گو غنیم سے کئی حصے زیادہ فوج تھی لیکن تو بھی فوج مخالف کے حملہ کا منتظر رہا گویا کہ اسے اپنی کمزوری کا خود یقین تھا اور پہلے ہی سے جانتا تھا کہ مجھے شکست ہوگی اس لئے خود سامنے کی ندی کو عبور کرنا مصلحت نہ دیکھا جو اپنی فوج کے جانب یمین قایم تھا خود دریا مین گھوڑا ڈالدیا۔ اور باہر نکلکر برق کی تیزی اور صاعقہ کی کوندسے فارس والون پر حملہ کرکے علی الفور انکی یسار کو توڑ دیا شاہ فارس کی فوج کے تیس ہزار یونانیون نے مقدونیہ والون کے وسطی حصہ کا خوب جان توڑکر مقابلہ کیا۔ اور فوج فارس کے جانب یمین کے سوارون نے جو کہ اہل تھسلی کے بالمقابل تھے ویسی ہی جوہر شجاعت دکھائی اور بڑے جوش مین آکر لڑتے رہے لیکن عین معرکہ مین جبکہ ہنگامہ کارزار گرم تھا دارا شاہ فارس نے جب اپنی یسار کو شکستہ دیکھا تو بزدلی کے آثار ظاہر کئے اور ازراہ حماقت میدان جنگ سے ایک گھوڑے پر سوار ہوکر ایسا بھاگا کہ کسی کے ہاتھ نہ آیا سوار جو میدان مین جمع کھڑے تھے باقی فوج سمیت اپنے بادشاہ کیطرح بھاگ نکلے غالباً کشت وخون بے اندازہ ہوا ہوگا

گو مگر خود یونانی مورخون کی تحریر کو مبالغہ بہی مان لیا وے تا ہم جنگ کا موقع
اور کیفیت اس امر کی شاہد ہے کہ بڑی خونریزی کا معرکہ ہوا ہوگا۔ بطلیموس
جو بعد ازان مصر کا بادشاہ ہو گیا تہا اور اس لڑائی مین بذات خود شریک
تہا بیان کرتا ہے کہ ایک تنگ رستہ بالکل مقتولین کے سر بریدہ جسمون کی نعش
سے بہنپا ہوا تہا۔ چنانچہ اسپر سے تعاقب کرنیوالون کا ہی گذر ہوا جنکے گہوڑون کا
شاید ایک ہی قدم لاشون کے سوا زمین پر نہین پڑا ہوگا۔ دارا دریائی فرات
جو مقام ہیپیکس کے پاس کے گذر سے جو معمولی راستہ عبور دریا کا تہا اور جسکا
عرض بلد شمالی ۳۶ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے جان بچا کر گذر گیا۔ لیکن اپنی بیگم اور
والدہ ایک ناکتخدا لڑکی مع ایک معصوم بچہ کے جو میدان جنگ تک اسکے
ہمراہ آئی تہین دشمن کے ہاتہ مین چہوڑ گیا۔ سکندر کے لشکریون نے فوج
فارس کو خوب لوٹا جب شہنشاہ نصرت مآب دارا کے خیمہ مین داخل ہوا تو اسکے
مختلف درجے اور ہر درجے مین تکلف کا سامان دیکہکر حیران ہوا کسی مین حمام
کا اہتمام اور مشک عنبر جلتا دیکہا کسی مین کہانے پینے کی چیزین اور دنیا
کی نعمتین مہیا پائین اور کسی مین خوابگاہ کے تکلف نظر آئے یہہ باور دیکہکر
اپنے رفقا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے ایشیا مین اسی عیش و
عشرت کا نام بادشاہت ہے۔ اسی خیمہ مین بیٹہا کہانا کہا رہا تہا کہ برابر کے
خیمہ سے عورتون کی گریہ وزاری کی آواز آئی۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا
کہ دارا کی بیوی لڑکی اور والدہ اسکے رتہہ اور کمان کو دیکہکر روتی ہین۔
اور سمجہتی ہین کہ وہ لڑائی مین مارا گیا۔ سکندر نے انکے حال زار پر افسوس
کیا اور انسے کہلا بہیجا کہ دارا زندہ ہے تم غم نہ کرو اور خاطر جمع رکہو۔ جس عزت
وحرمت سے اسکے سامنے رہتی تہین اسی صورت سے اب بہی رہو گی میری لڑائی
دارا سے فقط سلطنت کی بابت تہی اسکے ننگ و ناموس سے کچہہ تعرض نہین
ہے کہتے ہین کہ دارا کی بی بی اور بیٹی حسن و جمال مین بے نظیر تہین۔ مگر سکندر

نے انکو تصویر کی مثال سمجھا اور جو کلمہ زبان سے نکلا تھا اُسے پورا کر دکھایا
انکی خاطرداری اور دلجوئی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ جتنے نوکر چاکر انکی
خدمت مین رہتے تھے سب بدستور رہے اور کسی بات مین فرق نہ آنے
دیا۔ انکی حرمت و آبرو کا ایسا پاس رکھا کہ لشکر کے کسی آدمی کو انکے خیمے کے
پاس پھٹکنے دیا۔ اور سب کو یہ حکم سنا دیا کہ اگر کسی کا بیہودہ کلام انکے کان مین
پہونچیگا تو اُسکو سخت سزا دیجاے گی۔ اس لڑائی کے فتح ہوتے ہی شام کے
ملک پر سکندر کا تصرف ہوگیا اور شہر دمشق مین بہت سا مال و خزانہ اسکی
فوج کے ہاتھ آیا۔ کہتے ہین ان ایام مین دارا نے پیغام صلح شاہ منصور کی
خدمت مین بھیجا کہ نصف سلطنت لیکر صلح کرلیوے۔ لیکن اس عالی حوصلہ شہریار
نے جواب دیا کہ یا تو ساری سلطنت لے لی یا ناکام رہا ؎

شہر سور اور غازا کی تسخیر

اس اٹھاکیہ کی فتح مین جو ۳۳۳ قبل مسیح کے خاتمے کے قریب سکندر
کو حاصل ہوئی تھی اس نے سلطنت فارس کی حقیقت مین کمر توڑ دی اور سکندر
کے لیئے شہر بابل اور مصر کیجانب رستہ کھولدیا۔ اسی فتح نے الیگزنڈر فاتح کے
کے منصوبے مغربی ایشیا اور بحر الجزائر یونان خاک مین ملا ڈالے
چونکہ فارس والون کیطرف سے یونانیون کو بغاوت پر آمادہ کرنے
کا اندیشہ تھا اور یونان مین انکی مدد جہازہی کے ذریعے ہوسکتی تھی اسواسطے
اس لئے بحیرہ شام کے ساحل کے علاقہ کو جسکو فینیشیا کہتے تھے مسخر کرنا مقدم
سمجھا۔ یہان مطلع صاف تھا کوئی اُسکے مقابلہ مین نہ آیا جس شہر مین پہونچا
وہان کے لوگون نے اطاعت کا سر جھکایا۔ مگر ناگاہ ایک بہت بڑی روکاوٹ
رستے مین پیش آئی جو دارا کے مقابلہ کی نسبت بہی زیادہ مشکل نظر آتی تھی۔
یہ شہر سور تھا جہان کے باشندون نے اپنے دیوتا کے گھنڈر آسے شہر

مین دخل نہ دیا۔ گوداراکی تمام فوج کو شکست فاش دینے کے لئے ایک ہی دن
کافی تہا۔ لیکن شہر سور پر قبضہ کرنے کے لئے بہت سے مہینوں کی محنتین درکار
تہین یہ شہر جو تجارت کا بڑا مرکز تہا ایک جزیرہ پر واقع تہا جو آبنا اس جزیرہ
کو بر اعظم سے جدا کرتی تہی عرض مین نصف میل تہی۔ اور عمق کا یہ حال تہا کہ
بر اعظم کیطرف سے صرف پایاب اور دلدلی زمین تہی۔ لیکن ہوتے ہوتے
جزیرہ تک اٹھارہ فیٹ پانی گہرا تہا۔ اس جزیرہ کی شہرپناہ بڑی بلند اور
مضبوط تہی اور سب طرح کا سامان جنگ مہیا تہا۔ کئی صدیون سے یہ بڑا
دولتمند شہر مشرقی اور مغربی دنیا کے درمیان تجارت کا واسطہ رہا ہے
اور اسی جگہ سے قدیم باشندگان یوروپ کو جملہ ایشیائی پیداوارین
دستیاب ہوتی رہی ہین جنکا ذکر پڑانے یونانی نوشتون مین پایا جاتا ہے
اس شہر کی تجارت اور جہازات اس زمانہ کے تمام معلوم سمندرون مین
پہرتے رہتے تھے اور اسکے تجربہ کار تاجر بہت سے ناواقف لوگون سے جنکو
وہ خود نہین جانتے تہے لیکن انکے ذریعے سے انکے ہان سے اسباب منگوایا
کرتے تہے وہان کے سوداگر امیر الامرا بنگئے تہے اور انکے گودام ملکی اور قومی
دولت اور خانگی ضروریات کے اسباب سے بھرپور تہے۔ حزقیال نبی کی کتاب
کے ستائیسوین باب مین اس نہایت متمول شہر کی آسودگی اور اسکی زور مال کی
افراط اور شان و شوکت کا بیان قدیم یونانی نظم مین بڑے زور
سے بیان کیا گیا ہے ✦

فینشیا کے تمام شہرون نے سکندر کی آمد آمد پر اطاعت قبول کرلی۔ اور
قدیم صیدا نے بہ تحت اسکے انقیاد کا حلقہ گردن مین ڈال دیا۔ مگر سور نے
جو اپنی بحری طاقت پر مغرور تہا سکندر کی شرائط کو نامنظور کیا اور بڑی
زبردست مزاحمت کرنے پر آمادہ ہوگیا ✦

سکندر کو شہر پر حملہ کرنے کی غرض سے ہی ایک پشتہ بنانا لازم تہا

جو خشکی سے لیکر جزیرہ تک نصف میل لمبا ہو۔ چنانچہ اسنے اسکو بڑی محنت
سے تیار کیا۔ کہتے ہین بخت نصر بادشاہ نے بھی اس شہر کو اسی طرح کا
پشتہ بنا کر لیا تھا۔ لیکن اگر یہ بات درست ہو تو وہ پشتہ کسی ایسی حکمت سے
بنایا گیا ہوگا جو بعدہ بآسانی اٹھا لیا گیا ہو۔ مگر غالباً بخت نصر جزیرہ پر
قبضہ نہین کر سکا ہوگا جبتک کہ اس نے پرانے شہر پر جو ساحل بحر پر واقع
ہے تسلط نہ کر لیا ہو۔ سکندر کا بنوایا ہوا پشتہ ابھی تک موجود ہے۔ چنانچہ
اب شہر سور بھی براعظم کے ساحل پر ایک شہر معلوم ہوتا ہے۔ یعنے جزیرہ
ساحل سے ملکر جزیرہ نہین رہا ✦

سات ماہ کامل کے محاصرہ کے بعد یورش کر کے شہر قبضہ مین لیا گیا
فوج منصور نے جو اسقدر طول طویل محاصرے سے تھک گئی تھی، آٹھ ہزار محصورین
کو قتل کر کے انکی خون سے دل ٹھنڈا کیا۔ باقی تیس ہزار شہری غلام بنا کر
بیچے گئے۔ اگر ہم ڈایوڈورس اور کرٹیس کی شہادتون کو پایہ اعتبار دین
تو شہنشاہ فاتح کو ساحل سمندر پر دو ہزار جانون کو پھانسی دینے کے جرم مین
انسانی ہمدردی اور رحم کا مجرم قرار دے سکتے ہین ✦

سلطنت پارسی کا آخری مرحلہ اب طے ہو گیا اور تمام بحری بری مملکت
مقدونیہ والون کے قبضہ اقتدار مین آگئی اور سلطنت فارس کے عہد مین اہل
سور کے خاص خاص حقوق اور مراعات ملحوظ رکھے جاتے تھے بدین شرط
کہ اپنی بحری طاقت کو تمام لڑائیون مین جو یونانیون کے مقابلہ مین ہوا کرین۔
فارس کے لیے مہیا کر دیا کرین۔ اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ اہل سور
بھی اس سے انکار نہین کرتے تھے بلکہ انکا بھی بڑا مدعا یہی تھا کہ جسطرح
ہو سکے یونانیون کو مضرت پہونچائی جاوے کیونکہ بحیرۂ روم مین تجارت
کرتے ہین یونانی انکے حریف تھے اور وہ ہمیشہ انسے بڑی نفرت رکھتے
تھے شہر غازہ کے محاصرہ مین سکندر کے دو ماہ صرف ہوئے یہ ایک مضبوط

شہر خطہ فلسطین مین واقع ہے - اس شہر کے باشندون نے بہی سکندر
کے تصرف کرنے مین مزاحمت کی تہی اس لیئے اس نے شہر کو فتح کرکے
سب باشندون کو معہ زن و بچے کے غلام بناکر بیچڈالا +

سکندر کا اورشلیم مین پہنچنا اور مصر کا فتح کرنا

چونکہ شہر مقدس اورشلیم کے باشندون نے بوقت محاصرہ غازہ سکندر
کو نقد اور فوج بہم پہونچانے کی امداد سے انکار کیا تہا اسلیئے بقول جوسیفس
مورخ یہودی وہ سکندر اور غازا کی فتح سے فراغت حاصل کرکے اورشلیم کی
جانب بڑہا - سردار کاہن جودس نامی مع تمام فقیہون اماموں اور باشندگان
شہر اور پورے پورے نشانات مقدس مذہب یہود کے فاتح بادشاہ کی
خدمت مین خود جا حاضر ہوا - سکندر یہہ نرالا نظارہ دیکہکر بڑا حیران ہوا -
انکا قصور معاف کردیا - خداوند خدا کے نام کی تعریف کی اور حسب ہدایات
جودس سکندر نے ہیکل مین جاکر سوختنی قربانی چڑہائی - سردار کاہن نے
بادشاہ کو دانیال نبی کی کتاب دکہلائی اور وہ فقری بتلائی جنمین یہہ پیشین گوئی
درج تہی کہ ایک دن شاہ مقدونیہ شاہ فارس پر غالب آئیگا - مورخ لکہتا ہے
سکندر کو اس نوشتہ پر یقین کامل ہوگیا تہا وہ سمجہتا تہا کہ جس آدمی
کی بابت پیغمبر نے پیشین گوئی کی ہے مین وہی ہون - یہہ حکایت بہی ویسی ہی
معلوم ہوتی ہے جیسے کہ امین کے معبد واقع لیبیا مین گذری تہی اور جسکا
ذکر ہم آگے چلکر کرینگے ہوایرین اس بارہ مین کچہہ نہین لکہتا اب سکندر کے
راستہ مین مصر تک کوئی روکاوٹ نہ تہی - اور مصر بلا تکلف و مزاحمت ہاتہہ
آگیا تفصیل اس اجمال کی یہی کہ خطہ مصر ایک سو برس سے بعہد کمبایسس
خلف الرشید شاہ کیخسرو فتح ہوکر داخل سلطنت ایران ہوگیا تہا اور بڑے

نام مقبوضات فارس سے شمار ہوتا تھا مصر کی سلطنت بڑی قدیمی تھی اور قریب ایک ہزار پانسو سال کے پیشتر اس سے حکومت اسکی بنام حضرت یوسفؑ کے تھی جو کہ منجانب فرعون شاہ مصر عزیز مصر یا صوبہ مصر مقرر تھا اور اس زمانہ مین دریائے نیل اس جگہہ پر بہتا تھا اس سبب سے وہ زمین زرخیزی سیر حاصلی اور دولت کے لیے دنیا مین مشہور و معروف تھی۔ مگر رعایا وہان کی حال کی مانند جاہل اور بے تمیز تھی سات روز کے عرصہ مین فوج ظفر موج براہ بیابان بمقام پیلوسیم جو مصر کیجانب مشرق سرحدی قصبہ ہے پہونچ گئے۔ مصر حاکم نے جو سلطنت فارس کا ایک صوبہ تھا مزاحمت کرنا بے سود سمجھا۔ اور ملک مقبوضات یونان مین شامل ہونے دیا۔ مسیح سے ۵۰۰ سال پیشتر اسیمس کے عہد سے اہل یونان کو ملک مصر مین آکر آباد ہونے کی اجازت دیگئی تھی۔ اور یقیناً عہد سکندر تک وہان بہت سے یونانی آبسے ہونگے فارس والون کے ماتحت اس ملک کا انتظام ہمیشہ سے خراب رہا اور اہل ملک انسے دب نہ سکے۔ یہانتک کہ اہل فارس اور اہل مصر مین اور اہل یونان اور اہل فارس مین مصر کی حکومت کے بارہ مین ہمیشہ جنگ و جدل ہوا کیے۔ مصریون کی ایرانیون سے ہمیشہ ناراض اور برگشتہ رہنے کی بڑی وجہ یہہ بھی تھی کہ آخر الذکر فرقہ کا مذہب اول الذکر سے بہت مختلف تھا اور وہ اپنے معبدون مین بیجگہ کام بھی انجام دے لیتے تھے لیکن یونانیون نے اپنے مذہب کیسیدہے سادے تھا انہین مصریون سے ہے ملا جلا دیے تھے اور انپر ثابت کر دیا تھا کہ ہمارے تمہارے مذہب کی حقیقت مین ایک ہی اصول مین۔ پیلوسیم سے کوچ کرکے سکندر شہر ہیلی یو پلیس (شہر مقدس) مین جو کثرت معابد و مقابر کے لیے معروف تھا جا پہونچا اور وہان سے مقام ممفس مین وارد ہوا جو اس زمانہ مین ملک مصر کا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے بڑی رونق پر تھا۔ مورخ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر یہان سے جنوب کیجانب

بالکل نہین پڑا۔ یہان سے دریائے نیل کی مغربی شاخ کے رستے جسکو اس زمانہ کے کینوپاک کہتے تھے جھیل میریامین جا داخل ہوا۔ اور یہان یعنے دریائے نیل کے دہانہ کے قریب اپنے نام پر شہر سکندریہ آباد کیا جو آجتک بڑی تجارت کا مرکز ہے ✦

کسی حکمت عملی۔ اشتیاق یا ظاہرداری کے پیٹ مین شاید ان تینون باتون کو مدنظر رکھکر سکندر نے معبد ایمن کی زیارت کی مصر والون مین اس معبد کی پرستش حج اکبر یا ہیجاتر اسمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ اس سکندر کی زیارت سے انہین بڑا فخر اور ناز پیدا ہوا۔ آجکل اس مقام کا پتہ سوا کے قریب ۲۹ درجہ ۱۲ دقیقہ شمالی عرض بلد اور ۲۴ درجہ ۲۴ دقیقہ مشرقی طول بلد پر لگاتے ہین کیونکہ یہان پر آجتک ایک بڑے عظیم الشان معبد کی کہنڈرات اور گرم پانی کے چشمے موجود ہین جو اس شہر کے قدیم مقام وقوع کی معہ اور نشانات کے تصدیق کرتے ہین۔ ایرین مورخ اپنی تاریخ مین سکندر کے مجاورون سے گفتگو اور انکے اظہار کرامات وغیرہ بہت مجمل سا لکھکر گذر جاتا ہے ہماری خیال مین یہ مورخ اس واقعہ کو چندان تاریخی وقعت نہین دیتا یا کسی اور وجہ سے مفصل بیان کے قابل نہین سمجھتا۔ دیگر مورخ یہ بھی لکھتے ہین۔ کہ سکندر کو مجاورون نے ابن الجوبطیر کا خطاب بھی دیا تھا اور اس سے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ تیری سلطنت تمام عالم پر محیط ہوجاے گی اور تیرے نام کا سکہ ایک مرتبہ تمام روئے زمین پر چلیگا ✦

جنگ آربیلا اور دارا کی وفات

اس اثنا مین جبکہ سکندر کو یونان سے کچھہ کمک پہونچ گئی اور اس نے سلطنت مصر کا بھی بہت عمدہ قابل تسکین انتظام کرلیا تو اُسے معلوم ہوا کہ پھر شاہ فارس بڑی بھاری فوج جمع کرکے جنگ کا منتظر ہے اس لئے اسکے مقابلہ

کی خاطر سکندر نے عنان عزیمت طرف اضلاع مشرقی کے پھیری ۳۳۱ سنہ قبل مسیح کے موسم بہار مین اس نے شہر سور کا رستہ لیا اور وہان پہنچکر چند سے قیام لیا وہان سے روانہ ہوکر راستہ مین دمشق کو فتح کرتے ہوی دریائی فرات کو گذر تھیپسکس سے کشتیون کا پل باندہ کر عبور کیا اور سرزمین الجزیرہ کے بیچون بیچ غیر آباد جنگل کے راستہ سے بچکر چلا گیا - الجزیرہ جسکو قدیم زمانہ مین میسو پوٹیمیا کہتے تھے وہ ملک ہے جو دریائے دجلہ او فرات کے درمیان دوابہ ہے اور جانب جنوب یہانتک کہ یہ دونون دریا بمقام شط العرب بصرہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر جا ملتے ہین چلا گیا ہے - آخر سکندر نے دریائے دجلہ کو اس مقام کے قریب سے کہ جہان اب شہر نینوہ کے کہنڈرات پائے جاتے ہین اور جو اس زمانہ سے پہلے برباد ہوکر نیست و نابود ہوگیا تہا عبور کرکے آگے کا رستہ لیا گویا تمام سفر آٹھ سو میل لمبا ہوتا ہے مگر ایرن نے اسکو بڑی بے توجہی سے لکہا ہے اور بڑے بڑی جنگلی مہمات کی ذیل مین شامل نہین کیا - دجلہ سے پار اترا تو وہ سے ہوتے ہوی ابھی چار منزل چلا تہا کہ کچھ سوار دارا کے گرفتار ہوکر اسکے لشکر مین آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ دارا کا شہر اربیلا سے جسکو اب اربل کہتے ہین بیس میل کے فاصلہ پر دجلہ او کوہستان کردستان کے بیچ کے میدان مین ایک گاؤن کے قریب جسکا نام گوآگا میلا یعنے اونٹ کا گہر ہے روہ بادس کے کنارہ پر پڑا ہے سکندر نے چند روز اپنے لشکر کو آرام دیکر آدہی رات کو اس گاؤن کا رخ کیا اور صبح ہوتے ہی دارا کو جا لیا - اسوقت فارس والے جو شبخون کے اندیشہ سے رات کو جاگتے تھے تہک کر چور ہو رہے تھے مگر بعض جوان جی توڑ توڑ کر لڑے گو فارس کی تعداد فوج مین بہت کثیر تہی لیکن سکندری آزمودہ فوج اور اسکے جنگ آزمودہ سپہ سالارون کے مقابلہ مین پہلے میدان کیطرح جانبین کے بڑے کشت و خون کے بعد دارا کے پاؤن اکہڑ گئے اور یہ بزدل بادشاہ جسکو میدان جنگ سے بہاگ جانے کی بہت عمدہ جا و تج آتی تہی

ایک مرتبہ پہر اپنے باپ دادا کی سلطنت کو اپنے ہاتہہ سے لٹا کر اور جان بچا کر شہر ہمدان کو جو صوبہ میسڈیا مین واقع ہے نکلگیا۔ اب سکندر کو ایسے ڈرپوک دشمن سے مطلق بیم و ہراس نہ رہا تہا بلا تکلف و مزاحمت میدان جنگ سے آگے کو روانہ ہوا۔ گو یہ جنگ بمقام گوا گامیلا واقع ہوا تہا لیکن جنگ آربیلا کے نام سے مشہور ہے کیونکہ آربیلا تک سکندر نے دارا کا تعاقب کیا تہا یہ شہر آربیلا چالیس پچاس میل کے فاصلہ پر شہر گوا گامیلا سے واقع ہے ✦

ایک مورخ اس جنگ کی کیفیت اس طرح لکہتا ہے جسکو دیکہکر یونانیون کی زبردست آزمائی اور سکندر کی جنگی لیاقت کی تعریف کئے بغیر رہا نہین جاتا اسکا بیان ہے کہ سکندر زرہ بکتر پہنے اپنی بنکر میدان کیطرف نکلا۔ ایران کی فوج ایشیائی قاعدہ کے موافق ہاتہون مین سوار اور تیرون کی مسلح تہی اور بچاس مست ہاتہی جہومتے ہوئی سامنے چلے جاتے تہے۔ چونکہ دارا کے پاس بیشمار فوج تہی اس لئے چاہا کہ سکندر کے لشکر کو چارونطرف سے محصور کر کے عدم کا رستہ دکہائے لیکن سکندر اس سپاہیانہ پیچ کو سمجہہ گیا اور اپنی فوج کو مخروطی صورت مین اسطرح آراستہ کیا کہ اون ایک ایک ہاتہی کے پیچہے دو اس کے بعد تین۔ اس ترکیب سے اگلی فوج کم ہاتہی پچہلی زیادہ۔ اور تمام فوج آسانی سے تینون طرف مقابلہ کر سکتی تہی۔ غرض اسطرح فوج کو کہڑا کر کے سکندر نے دہاوے کا حکم دیا۔ اس نادر ترکیب سے یہہ قلیل سپاہ کثیر فوج کے قلب مین گہسی چلی گئی۔ اور قریب تہا کہ مخالف کو شکست ہو کہ ناگاہ سکندر کو خبر لگی کہ پارمینون کے دستہ نے شکست کہائی یہ سنکر سکندر اودہر متوجہ ہوا اور اوسکی فوج مین کسی قدر کہلبلی مچگئی۔ مگر سکندر نے بڑی دانائی سے پارمینون کو مدد دیکر اپنی سپاہ کو سنبہال لیا اور ایسا جان توڑ کر لڑا کہ خون کی ندیان بہ گئین ہزارون کا کہیت پڑا اگر دارا کو بہاگنے کا موقع ہاتہہ آگیا تہا۔ اسی لئے ایک تیز رفتار گہوڑے پر سوار ہو کر کوہستان آرمینیا کو نکل گیا ✦

وقائع سکندری مین آربیلا کا جنگ بڑا قابل یادگار واقع ہے۔ گو دارا ہنوز مرا
نہین تہا لیکن اب بادشاہ بہی نہین رہا تہا۔ اسکی سلطنت برباد اور طاقت
تباہ ہوگئی ہتی۔ اسکی مملکت کا بڑا نادر حصہ ہاتہ سے نکلگیا تہا۔ اور اب شاہ
ظفر یاب کو تمام ملک پر تصرف کرنے مین کوئی حریف مزاحم نہین رہا تہا
افسوس ہے سکندر اس وقت پے در پے فتوحات کے نشہ سے سرشار ہوکر کسی
قدر آپے سے باہر ہوگیا اور اسکی طبیعت اور چال چلن مین ایک تغیر عظیم
واقع ہوگیا۔ اسنے بتدریج ایشیائی شہنشاہون کے جاہ و جلال تخت و تاج
اور جملہ لوازم عیش و عشرت کو پسند کرنا شروع کیا۔ اور اس از خود رفتگی کی حالت
مین اس سے ایسے شرمناک افعال سرزد ہوئے کہ اگر مورخون کی ساری باتین مان
لین تو اسکی بریت کسی طرح ممکن نہین *

شہر بابل جو قدیم زمانہ سے کیخسرو اور دارائے اول کی بڑی بڑی سخت یورشون
کا مقابلہ کرچکا تہا۔ اب بلا مزاحمت اقبال سکندری کا لوہا مان گیا۔ سکندر
برنجی دروازون سے ہوکر شہر مین داخل ہوگیا۔ اسکے خیر مقدم کے لئے
لوگون نے پہول برسائے اور بخور سلگون شیر اور چیتے سامنے لائے۔ سکندر نے
پہلے بادشاہون سے ایک نرالی تدبیر تسخیر قلوب کی نکالی ہوئی تہی۔ بادشاہ زرکسیز
آتش پرست نے اپنے دور مین بابل کے عتیق معبدون کو خاک مین ملاکر اور بعل
کے بڑے بت کو توڑ کر خادمان دین اور مجاورون کو مار ڈالا تہا۔ لیکن سکندر نے
برخلاف اسکے بڑے بت کے معبد کی حفاظت کا سامان تجویز کردیے اور کالدی
فرقہ کے خادمان دین نے بتلائی ہوئی آئین پر بعل کے حضور مین قربانی چڑہا کر
اپنے آپ کو مرتدون کے زمرہ سے پکا معتقد ثابت کیا۔ بادشاہ کی طرف سے
بابل والون کو حکم ہوگیا کہ اپنے معبد کی مرمت کرلو۔ لیکن یہودیون نے بہت چاہا
کہ بادشاہ بتخانہ بنانے کی تاکید نکرے۔ چنانچہ سکندر نے انکی درخواست منظور
کرلی۔ مقدونیہ والے بابل سے کوچ کرکے تیس روز کے عرصہ مین شہر سوسا مین

جو دریائے کیرہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جا پہونچے یہ شہر اس زمانہ مین شاہان فارس کا خاص مسکن تہا۔ اور اُنکے خزائن خاصکر یہین محفوظ رہا کرتے تہے جو سکندر کے ہاتہ آئے *

اس شہر سے دریای کرون کی جانب کو راہ پیما ہوا۔ اور وہان سے وادی رقمہر فرسے گذرتے ہوئے درہ قلعہ سفید سے جہان خاص فارس کو رستہ نکلتا ہے ہوکر چلاگیا۔ اس کا منشا تہا کہ شہر پرسی پولیس کو جو دارالخلافہ فارس تہا اور شیراز کے قریب آجتک اسکے کہنڈرات بنام چل منارہ پائے جاتے ہین مسخر کرے یہان پہنچکر اس نے دارا کے تخت پر جلوس کیا اور تسخیر شہر سے بتیس کروڑ روپیہ اسکے ہاتہ آیا یہ تمام مال وزر اس فیاض بادشاہ نے اپنے جان نثار رفیقون مین تقسیم کیا۔ مگر افسوس ہے کہ اسنے چلتے ہوئی اس شہر کو نشہ کی حالت مین ایک گمنام عورت کے بہکانے سے جو اسکے لشکر کے ہمراہ تہی جلوا دیا۔ بعض مورخون کا یہ بہی گمان ہے کہ مسلمانون نے اپنی باری مین جلایا ہوگا۔ لیکن بعض دیگر مورخ اسطرح بہی لکہتے ہین کہ جب سکندر پرسی پولس مین پہونچا تو بدقسمت یونانیون کا ایک گروہ جسکو دارا نے ناک کان کٹوا کر قید کر رکہا تہا اسکی ملاقات کو آیا۔ سکندر ظلم اور بیرحمی دیکہکر تہرا اُٹہا اور آنکہون مین آنسو بہر لایا اور انسے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تم کہبراؤ مت مین تمکو بحفاظت تمام یونان کو بہیجدونگا۔ مگر انہون نے عرض کی کہ آپ ہمین یہین رہنے دین کیونکہ اب ہماری صورتین مسخ ہوگئی ہین اور اس قابل نہین ہین کہ عزیز و آشنا انہین دیکہکر نہ ڈر جاوین۔ انکی بیکسی اور دارا کی سنگدلی دیکہکر سکندر کی آنکہون مین خون اتر آیا۔ قتل عام کا حکم دیا اور شہر کو مسمار کروا دیا *

کہتے ہین اس وقت مقدونیہ کے ایک باشندہ نے سکندر کو تخت پر رونق افروز دیکہا تو خوشی سے آنسو بہائے اور کہا کہ وہ یونانی کیسے بدقسمت

مین جنہون نے سکندر کو دارا کے تخت پر بیٹھے ہوے نہین دیکھا +
۳۳۰ قبل مسیح مین پرسی پولس سے سکندر نے شہر ہمدان کیطرف
کوچ کیا شہر مین پہنچکر اسکو معلوم ہوا کہ دارا قدیم شہر رے کی راہ سے کوہ
البرز کے درون سے ہوتے ہوئے کسی سے پناہ چاہنے کی تلاش مین صوبجات
بخارا مین بحیرہ خزر کو چلا گیا ہے لیکن یہان آکر اسکو معلوم ہوا کہ اضلاع بخارا
کے ایک حاکم نے جسکا نام بسیس ہے سلطنت کی ہوس مین اسے پانجیرہ
کر رکہا ہے۔ جب دارا اربیلا کے میدان جنگ سے بہاگ گیا تہا تو یہہ شخص اسکی
ہمراہ تہا۔ اسلیے دارا نے اسکی خدمات کے عوض مین اسکو اپنی ہی سہی فوج
کا سپہ سالار بنا دیا تہا +
ہمدان مین پہونچکر تہسلی والون اور دیگر کئی ایک ریاستون کے
یونانی سپاہیون کا عرصہ ملازمت ختم ہونے پر سکندر نے باعزاز تمام
انکو علیحدہ کر دیا۔ اور علاوہ تنخواہ چکا دینے کے انعام واکرام سے بہی مالامال کر دیا
بعض نے بخوشی سیر و سیاحت اور مہمات مین شریک رہنا پسند کیا۔ چنانچہ
وہ بطور والنٹیر فوج کے رکھ لئے گئے۔ باقی سپاہیون نے اپنے گہوڑے
بادشاہ کے پاس فروخت کر دئے اور نیز بحکم شاہی بحیرہ روم کے کنارہ
تک سرکاری جہازون مین پوری حفاظت سے پہونچگئے +
سکندر کا یہہ سفر جو اس سنہ ری سے لیکر (جسکے وسیع کہنڈرات طہران کے
قریب کوسون نظر آتے ہین) ہندوستان میں داخل ہونے تک کیا
ہے۔ بکی مہمات مین بڑا مغلق اور بے سر وپا ہے صرف ارین کی مختصر سے
تحریر سے کسی قدر اس پر روشنی پڑتی ہے ورنہ دیگر مورخ اسکو اور بہی
ایسا پیچیدہ کر دیتے ہین کہ سمجھہ مین نہین آسکتا۔ ہم بلا مزاحمت یہ قبول کرنیکو
تیار ہین کہ ارین نے جو سکندر کے تیز و تند اور صعوبت آمیز سفرونکا اسقدر
تعجب انگیز پہرتی مین طے ہونا بتلایا ہے۔ وہ حالتون سے خالی نہین یا تو

اسنے مبالغے سے کام لیا ہے اور اس سے ملک کے حالات اور وسعت کی لاعلمی سے ایسا لکھا گیا ہے غرض بہر کیف اتنے اتنے بڑے سفرونکا اتنی جلدی طے ہونا بعید از قیاس ہے۔ لیکن پہر بھی یہ باور کرنے مین ہمین کچھہ تامل نہین کہ پہر حال چنگیز خان اور تیمور لنگ نے انہین دشت اور بحر و بر کو اس تیزی سے طے نہین کیا تہا۔ جغرافیہ ایشیا کے مقامات کے فاصلے بعض نے لاعلمی سے ایسے گڑبڑ کردئے ہین کہ جو شخص انکے جاننے والا ہے وہ دیکھکر بڑا متعجب ہوتا ہے *

رے سے چلکر سقدونیہ کا ولاور کوہ البرز کی ایک تنگ سی گلی سے جسکو وہ خفت کہتے ہین ہوکر نکلا۔ اور ایک رات مین دارا کے تعاقب مین پارشیا کے جہلسے ہوئے ویرانہ پر پیادون کو گہوڑون پر سوار کرکے ۴۰۰ سٹیڈیا کا فاصلہ طے کیا سکندر بڑی تیزی سے تعاقب کئے چلا جاتا تہا کہ آخر اس نے صرف چند سوارون سے جا لیا۔ بلیس سمجہا کہ سکندر کا سارا لشکر مجہپر آپڑا ہے گہبرا کر دوڑنے لگا اور دارا کو بہی ساتھہ لیجانا چاہا۔ مگر اوس نے انکار کیا اور جواب دیا کہ مجہے تیری قید سے سکندر کی قید اچھی ہے۔ اسپر اس ظالم کے دو پارسی نوکرون نے اس بدنصیب بادشاہ کو خنجر سے سخت زخمی کیا اور مردہ سمجہکر سڑک پر ڈالدیا اور خود چھہ سو سوارون کو ساتھہ لیکر نکل گیا۔ جب سکندر کے سوار دارا کے پاس پہونچے تو اسے حالت نزع مین پایا ایک سوار سے اسنے پانی مانگا سوار نے فی الفور حاضر کیا۔ دارا نے مونہہ سے لگایا اور کہا کہ اب پیالۂ عمر لبریز ہے اور مین تجہکو انعام دینے کی قدرت نہین۔ کہنا اسکا صلہ سکندر دیگا اور سکندر کو خدا جزا دے گا۔ کہ اسنے میری بیوی اور بچون کے ساتھہ شاہانہ سلوک کیا ہے۔ یہ سوار

ے قدیم یونانیون اور اہل روما مین سٹیڈیا ایک فاصلہ ناپنے کا پیمانہ تہا۔ یہہ ۶۰۶ فٹ و آنچہ کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ۱۰۰ سٹیڈیا قریب ۱۱ میل کے ہوتے ہین *

کے ہاتھہ مین ہاتھہ دیا اور کہا کہ یہہ ہاتھہ مین سکندر سے ملانا چاہتا تھا
منہہ مین یہی کلمہ تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ سکندر نے
پہنچکر اسکے مرنے کا بڑا افسوس کیا اور اپنا چغہ اسکی لاش پر ڈالدیا۔ پہر
شاہانہ کروفر سے اسکی تجہیز و تکفین کرکے پرسی پولس کے قبرستان مین جہان
دیگر شاہان ایران کی قبرین تہین بغرض تدفین بہیجدیا +

دیگر فتوحات فلوطس کی وفات

قدیم صوبہ ہرکینیا کی جانب جسمین جدید مازندران کا کچہہ حصہ بہی شامل ہے
فوج نے کوچ کرنا ہی شروع کیا یہہ خطہ زمین ایک طرف سے بلند بلند پہاڑون
سے محیط ہے اور اسکی دوسری طرف ایک ڈہلوان میدان ہے جو کہ بحیرہ
خزر کے کنارون تک پہیلا ہوا ہے۔ سکندر کا منشا تہا کہ وہ رہے سہے مسلح یونانی
جو شاہ فارس کی ملازمت مین تہے اور اب پراگندہ ہو رہے ہین ضرور
مغلوب کرنے چاہئین۔ ورنہ شرقی ممالک مین جانا خالی از خطرہ نہین ہوگا
کیونکہ وہ میری غیبت مین ضرور شورش مچا مین گے اور وہ صوبجات جو ابہی زیر
تصرف آئے ہین ہاتہ سے نکل جائین گے۔ سکندر نے انکو پیغام بہیجا کہ وہ اپنے
آپکو خود بخود حوالہ کردین تو انکے لئے بہتر ہوگا۔ چنانچہ انہون نے ایسا ہے کیا
اور خود بخود اُسکے قیام گاہ پر آملے۔ سکندر نے مصلحت سمجہکر انہین معاف
کردیا۔ بلکہ انہین سے بہتون کو اُسی تنخواہ اور انہین خدمات پر جو دارا سے
مقرر تہین اپنے ہمراہ لے لیا۔ انکی تقلید مین شاہ دارا کے چند سفیرون نے
بہی جو یونان کی لیس ڈیمونین تہے اپنے آپ کو سکندر کے حوالہ کیا۔
مگر سکندر نے انہین قید کرلیا

صوبۂ پارتھیا کی دارالامارت شہر ڈیکارطا مین جسکے مقام وقوع کا
اب مطلق سراغ نہین ملتا۔ سکندر پندرہ روز فروکش رہا۔ یہان سے

سکندر شہر سوسا کی طرف بڑھا۔ یہہ شہر واقع ملک ایریا تھا۔ جو کہ صحرائے
نمکین کلان کے پاس ہے۔ سکندر نے اپنی معمولی حکمت عملی سے جسکا پہل
اسے ہمیشہ اچھا ملتا رہا صوبہ ایریا کی حکومت ایک ایرانی گورنر کو تفویض کردی
اور نہایت دور دراز ممالک کو پامال کرنیکا عزم کیا +

بلیسس مکار بخارا مین جو سلطنت ایران اگلے دور دراز مقبوضات مین
شامل تھا مقیم تھا۔ یہان اسکے ارد گرد چند پارسی اور بیشمار اہل بخارا خدمت
کرنے کو موجود ہوگئے تھے یہ آرطکسرکسیز اپنا نام مقرر کرکے سر پر شاہان
پارس کا تاج شاہی رکھہ تخت پر بیٹھ گیا۔ اور ایشیا کی مملکت کا نیا مدعی بن
بیٹھا۔ سکندر نے بخارا کیطرف رخ کیا۔ لیکن اسکو خبر پہونچی کہ جس حاکم کو
صوبہ ایریا کا انتظام سپرد کر آیا تھا اس نے بغاوت کی ہے۔ سکندر نے مجرد سننے
اس منحوس خبر کے ایک دستہ سوارون کا معہ کچھہ نیزہ بردارون کے پائے
رکاب لیکر اپنے کبھی نہ ہارنے اور نہ تھکنے والی طبیعت اور سدا وفادار
مقدونین سپاہیون کے قصد پس پا ہونے کا کیا اور اس مقام سے
جہان شہر مشہد و نشاپور واقع ہین ہوتا ہوا دو روز مین چھہ سو سٹیڈیا طے
کرکے شہر ہرات مین جو اس صوبہ کا دارالخلافہ تھا وارد ہوا۔ یہان
نیا حاکم مقرر کرکے سرزمین سارنگی اور اسکی دارالحکومت کیجانب پھر چل کھڑا
ہوا تو بالکل پتہ نہین لگتا کہ یہہ مقامات کہان واقع تھے تاہم دریائے ہلمنڈ
کے کنارہ کے کسی مقام پر ہونگے +

یہان سکندر کے ہاتھ سے ایک ایسا ظلم ناحق سرزد ہوا جسکو کہ ہمیشہ تک
اسکے نام پر بدنما دہبہ لگا دیا۔ سکندر کے وفادار جرنیل پارمینین کا بیٹا فلوطس
بادشاہ کے برخلاف سازش کرنیکا مجرم قرار دیا گیا۔ شاید جرم واقع مین درست
ہوگا۔ لیکن اہل مقدونیہ جنہون نے بتایا کہ سکندر نے فیصلہ دیا کہ مجرم پر جرم
ثابت ہوگیا ہے اور نیزون سے اڑا کر مار ڈالنے کی سزا تجویز کی۔ ادھر باپ صوبہ

میدیا مین ایک فوج کی سپہ سالاری پر متعین تہا۔ سکندر نے ایک معتبر کے ساتھہ اس صوبہ کے باقی تین سپہ سالارون کے نام حکم بہیجا کہ پارمینین سزا سے مرگ کا مستحق ٹہرا ہے اسکو شربت موت جلد پلا دینا چاہیئے۔ اسی طرح۔ اگر کبہی ضرورت ہوتی تہی تو ایرانی بادشاہ اپنے گورنرون سے ڈرکر انکے پوشیدہ قتل کرنے کی سازشین کرتے تہے۔ پارمینین کے جرم کا مطلق کوئی ذکر نہین اور چونکہ وہ بیقصور معلوم ہوتا ہے اس لئے نتیجہ نکلتا ہے ظالم نے کسی رنگ مین اگر کمینہ پن سے بیٹے کو مروا کر اور باپ کے خفا ہوکر آمادہ انتقام ہونے سے ڈرکر اسکو بلا قصور خفیۃً مروا دیا ✦

سکندر جیحون سے عبور کرکے سیحون پر پہونچتا ہے

سکندر کی فوج گہاٹی ہلمند سے جا گذری۔ اس زمانہ مین یہان ایک قوم آباد تہی جو کہ بڑی نیک نہاد اور مسافر نواز تہی۔ کیخسرو اول جب اس راستہ سے گذرا تہا تو اُس نے اِن لوگون کے سلوک اور مہمان نوازیان دیکہکر انکا نام اوروسنگی یعنی محسن رکہدیا تہا۔ وہ لوگ سکندر سے بڑے سلوک و ادب سے پیش آئے چنانچہ اس نے انپر بڑی مہربانی کا اظہار کیا۔ ایک اور قوم بنام اوروکولی اسی نواح مین بستی تہی۔ اسکو بہی سکندر نے مطیع کیا۔ یہہ سب کام معارکی کے فتح کے موسم سرما مین ختم ہو گئے۔ برفباری کی شدت۔ خوراک کی قلت اور سپاہیون کے مصائب سب فوج سکندری مین آ اکٹہے ہوئے لیکن اس عالی ہمت سپہ سالار نے اپنی ذاتی لیاقت اور سختیین جہیلنے کی عادی ہمت سے اِن سب تکالیف کے رویین تن پہاڑ طرفۃ العین مین اوڑا کر اپنے لشکر کو مایوس نہ ہونے دیا ✦

سکندر نے یہان ایک شہر آباد کیا۔ اور اسکا نام سکندریہ رکہا اب اس شہر کا نشان معلوم نہین۔ مگر بعض جغرافیہ دان قیاس کرتے ہین کہ غالباً

یہہ شہر قندہار ہوگا۔ یہانسے کوہ ہندوکش کے مغربی جانب سے ہوکر گذرا
یونانی مورخ کہتے ہین یہہ وہ پہاڑ ہے جوان دریاؤن کے درمیان جوشمال کو بہکر
وسط ایشیا کی جہیلون کو پر کرتے ہین۔ اوران دریاؤن کے جنوب کو بہکر سمندر
مین گرتے ہین حدفاصل ہے۔ وہ لکہتے ہین یہہ پہاڑ بہت بلند اوصفاف تہے اور
بہت سی مخلوق کے مسکن تہے کیونکہ یہان مویشی کے لئے چارہ ملسکنے کی وجہ
سے بہت سی خانہ بدوش فرقے جمع ہوجاتے تہی مبیس بہگوڑون پہاڑونکی شمالی
جانب ملک کو غارت کرتا پہرتا تہا اور جسی پاتا عدم کو پہونچا دیتا۔ کیونکہ اسکا
مطلب تہا کہ کسی طرح دشمن (سکندر) کے لئے جو پیچہے پڑا ہوا ہے رستہ دشوار گذار
ہوجاوے۔ لیکن یونانی مورخ کہتے ہین کہ سکندر آگے بڑہتا گیا۔ گو یہہ سفر
بہت صعوبت خیز ہوگیا تہا۔ خورش میسر نہین ہوتی تہی اور برف بہی خون
کرنا چاہتی تہی لیکن وہ بہادر عزم مصمم کئے بڑہا گیا اور اسکی ہمت مین مطلق
فرق نہ آیا ✦

سکندر کے سر پر آپہونچنے پر مسیح سے ۳۲۹ سال پیشتر ایرانی غاصب
(مبیس) دریائے جیحون عبور کر گیا اور کشتیان جلا کر صوبہ صغدیانہ کے ایک
شہر نوطیکا مین جا گہسا۔ سکندر نے آگے بڑہکر آرنوس اور بیکٹرا پر قبضہ
کرلیا۔ کہتے ہین کہ یہہ بیکٹرا اسی مقام پر آباد تہا جہان اب بلخ واقع ہے۔ کیونکہ
یہہ مقام بہی رستہ اسی پتہ پر ہے جہان سے کہ سکندر اعظم گذرا ہے
ایرین مورخ لکہتا ہے کہ ہندوستان کے سوا باقی جسقدر دریا جنکو سکندر اعظم نے عبور
کئے ہین انمین سے جیحون سب سے بڑا دریا تہا جسکا پاٹ چہہ سیڈیا تہا۔ معلوم
ہوتا ہے سکندر ماہ مئی یا جون مین اس دریا سے گذرا ہے کیونکہ ان ایام مین پہاڑون
پر برف کے پگہلنے سے دریا طغیانی پر ہوتے ہین اور انکے پاٹ بہی فراخ ہوجاتے ہین
وہ اس دریا کی رو بڑی تیز اور عمق بہت زیادہ بیان کرتے ہین۔ وہ لکہتے
ہین کہ کنارہ پر کشتیان وغیرہ بنانے کے لئے لکڑی بالکل دستیاب نہین ہوتی

تھی۔ بڑی مشکل سے سکندر کی فوج نے اپنے خیموں تنبوؤں میں گہاس اور کنڈی وغیرہ لپیٹ اور باندہ کر انکے ذریعے دریا کو عبور کیا اور یہ کام [illegible] مین ختم ہو سکا۔ دریا کے پار ہونے سے پیشتر سکندر نے اپنے [illegible] سپاہیون کو ملازمت سے سبکدوش کرکے وطن بہیجدیا۔ چنانچہ انمین [illegible] اہل تہسلی والنٹیر شامل تہے ٭

آخرکار مکار غدار بیسس سکندر کے ہاتہہ آگیا۔ اُسنے اسکے کان ناک کٹواکر ہمدان مین بہیجکر قتل کروادیا ٭

عبور دریا کے بعد سکندر نے سمرقند کا رستہ لیا جو مقام اسکے بعد زمانہ مین تیمور کی زبردست سلطنت کا پایہ تخت بہی رہا ہے۔ سکندر کے دل کو فتوحات سے مطلق سیری ابتک نہین ہوئی تہی۔ وہ چاہتا تہا کہ سارے دنیا کہنگال ڈالون اور جبتک اسکی حیات مستعار نے وفا کیا وہ ایسا ہی کرتا رہا۔ چنانچہ اُسنے عنان عزیمت اب مشرق کیطرف منعطف کی اور خطہ [illegible] کو دونون تہانکر دریاے سیحون کے کنارہ پر جا پہونچا۔ یہان سکندر نے چاہا کہ بالفعل کے لیئے اپنے مقبوضہ ممالک کی سرحدان وحشی اور خانہ بدوش باشندگان سیتہیا کے مقابلہ مین قرار دون۔ تاکہ آگے بڑہکر تاخت و تاراج نہ کیا کرین یہہ لوگ اس عہد مین وہان رہتے تہے جہان آجکل فرقہ کرغیز کا مسکن ہے باغی لوگ بہاگ کر چند متصلہ شہرون مین پناہ گزین ہوگئے تہے جنکو سکندر نے جلدی ہی ایک ایک کرکے تسخیر کرلیا۔ اور پہر اُسنے شہر سائروپولس پر تاخت کی اور اسکو فتح کیا۔ یہہ شہر دریاے سیحون پر واقع تہا اور شاہ کیخسرو نے اسی وقت [illegible] اپنے نام کی یادگار مین اسکی بنیاد ڈالی۔ [illegible] خیال کرتے مین کہ شاید یہ شہر خجند ہوگا ٭

(۱) شاید سکندر نے [illegible] سکندر کی آخری حد قرار دینے سے مراد ہو کیونکہ جن لوگون کی تاخت کا [illegible] سکندر کو خیال تہا وہ یاجوج ماجوج سے کم نہ تہے ٭

شہر خجند پر قبضہ کر کے سکندر نے اہل ساہتیا کی فوج پر چڑھائی کیا اور دریائے سیحون کے پار تک سخت گرما کی دہوپ مین انکا تعاقب کئے گیا۔ آخر دہوپ کی شدت اور سیحون کا کہارا پانی پینے کی وجہ سے (کیونکہ وہان اور پانی میسر نہین ہوتا ہے) فوج اور خود بادشاہ بہی بیمار ہو گئے اور بجبر واپس لوٹ آنے کے اور کوئی چارہ نہ سوجہا سکندر نے اس دریا پر اپنی یادگار مین ایک شہر بنام سکندریہ تعمیر کروایا اور اوسکو اپنے ممالک مفتوحہ کی سرحد قرار دیا +

سکندر اپنے رفیق کلائطس کو قتل کرتا ہے

بغرض آرام کرنے لشکر کے سکندر نے حکم دیا کہ اس سال کے اختتام تک مہمات اور فوجکشی موقوف کردیجاوے چنانچہ دریائے سیحون کو عبور کر کے بیکٹریا سخت موسم سرما کے آمد آمد دیکہکر مقام کردیا۔ یہان سکندر نے بتقریب کسی ایک یونانی تیوہارون کے پے درپے جلسے کئے اور انین اس کثرت سے شراب پی کے بدمست ہونے لگا اور اس بدمستی کے عالم مین سکندر نے اپنے رفیق کلائطس کو جسکو ہمیشہ بجان عزیز رکہتا تہا قتل کردیا

سکندر کے غیظ و غضب کا تہرما میٹر اس وقت اعلی درجہ کی ممکن حرارت پر پہونچ گیا تہا اور وہ ایسا بیخود ہو گیا تہا کہ اس سے ایک ایسی شرمناک اور اندوہگین حرکت سرزد ہوئی کہ اسکے نیکنام کی سفید چادر پر ہمیشہ کے لئیے میلا داغ لگا دیا۔ اس وقت اسکی طبیعت ایسی خوشامد پسند ہو گئی تہی کہ اس نے چاپلوسی کرنے والے خوشامدی ٹٹوونکو صرف یہی اجازت نہین دے رکہی تہی کہ اسے عزت حرمت اور درجہ مین اسکے باپ فیلقوس سے اعلی قرار دین اور اسکی باپ کی شہرت کو اسکے آمین دیوتا کا بیٹا قرار دینے سے مٹا دین تاکہ ہرکلیز کیطرح وہ بہی دیوتاؤن مین شمار کیا جاوے۔ بلکہ فیلقوس کے آخری زمانہ کے فتوحات کو فخر

کو بہی اپنے نام سے منسوب کرنا چاہتا تہا۔ کلائیطس ایک اس قسم کا آدمی تہا
جسکو دلمین قدیم باتونکی عزت اور قدر کنندہ تہی۔ اور اپنے مرحوم بادشاہ
فیلقوس کو بہی بیحد سراہتا تہا۔ سکندر کے یہہ ناسزا اطوار اور گستاخانہ
طریقے کلائیطس ایسے لوگونکو بالکل پسند نہین تہے۔ فیلقوس اور مقدونیہ
کے سپاہیون کی بہتری کی باتین جنکا انتخاب خوشامد پسند سکندر اور اسکے
خوشامدی خادم روزمرہ کیا کرتے تہے کلائیطس کی اس سے بڑی دلشکنی
ہوتی تہی۔ ایک دن جب جلسہ مین آکر شراب نے اسکو بہی پاگل کر رکہا
تہا اسنے سکندر کے خوشامدیون اور چاپلوسی کرنے والون کو جنہون نے
ہیمیالنس پر چڑہکر اوسکو بہی گمراہ کر رکہا تہا سخت ملامت کی۔ اور سکندر کے
سامنے چلا گیا۔ علانیہ اسکے باپ کو بڑے شدومد سے بیٹے پر ترجیح دی اور
کہا کہ اے سکندر! تیری فتحیابیون اور ملکگیریون کا باعث صرف یہی
برجستہ فوج ہی جسکو فیلقوس نے تیار کیا تہا تیرے ساری فخر اور عزت
کا ذریعہ صرف یہی فوج ہے جسکے بڑے بڑے رکن اور سپہ سالار مثل پارمینو
اور اسکے بیٹے کے قتل کئے گئے ہین اور اسکے سپاہی جا بجا سرزمین فارس
کی مہمون مین چور ہوگئے ہین۔ جیون جیون سکندر کو اسکی باتون سے غصہ
زیادہ آیا۔ کلائیطس بہی آشفتہ ہو ہوکر اسی قبیل کی باتین کہتا گیا۔ اور
آخرکار زیادہ جوش مین آکر کہا "دیکہہ سکندر جنگ گرینیکس مین اس
ہاتہہ نے تیری جان بچائی تہی! مین تو سچ سچ کہونگا اور جو سچ کہ وہ
لگتا ہے تو آئندہ وحشی غلامون کو اپنے دسترخوان پر طلب کیا کر"
سکندر کے نوکرون نے اسکی خنجر اسکی کمر مین نہین رہنے دی تہی اور
جبکہ وہ کلائیطس کیجانب غصہ سے جہپٹا تو اسکے خاص خاص محافظ جسم
افسر اسکے گرد لپٹ گئے۔ اور بعض دوسرون نے کلائیطس کو اسکے سامنے
سے پرے ہٹا دینے کی کوشش کی لیکن تو بہی کلائیطس کی زبان سے کلمات طعن

وتشنیع سے مدہوش ہوئے تھی ۔ اسلیئے سکندر کا غضب اور بھی افروختہ ہوا اور
اسنے بجوار شدت غضب سے کہا کہ شاباش میرے خدمتگار بھی مجھسے وہی
سلوک کرنے کو تیار ہین جو دارا سے نمک حرام بیسس نے کیا تھا ۔ آخر خدمتگارون سے
سکندر سنبھالا نہ جا سکا اور ان سے چھوٹ کر کلائیطس کے جگر مین
ایک خنجر آبدار وار پار کر دیا ۔ یہہ خنجر اُسنے جلدی سے ایک خدمتگار
کی کمر سے کھینچ لیا تھا ۔ ہاتھہ سے خنجر مارا اور زبان سے یہہ طعن دیا جا اب تو بھی
کلائیطس اور پارمینو کے ساتھہ ہی فی النار والسقر ہو" +
جونہی اپنے دوست کو سکندر نے خاک خون مین غلطان جان توڑتے
دیکھا تو فی الفور اسکا نشہ کافور ہوگیا ۔ اور غش آگیا ۔ اسکو اس سانحہ جانکاہ
سے ایسا قلق پیدا ہوا کہ تین شبانہ روز بستر پر پڑا رہا ۔ کھانا پینا
موقوف اور بار بار کلائیطس پکارا کیا اور اب اسکے نام کو اپنی انالیسی کے
نام کے ساتھہ اپنی جان کا دوسرا محافظ سمجھکر ضم کرلیا +
آزادی کے عاشقون کو معلوم ہوگا کہ شدت کی خود نمائی اور خوشامد پسندی
سے یہہ سا برا نتیجہ نکلتا ہے اور انکسار و خاکساری جسکو سکندر نے قطعاً فراموش
کر دیا تھا وہ کیسے امن و امان کی چیز ہے ۔ اب سکندر کے وفور غم نے اسکی ساتھیون
کو تنگ کر دیا ۔ راہبون نے معلوم کیا کہ یہہ کسی دیوتا کی خفگی کا نتیجہ ہے اسلیئے
اسے قربانی دینے کا ارشاد کیا ۔ دربار کے سفہر فلاسفرون اور مدبرون
نے اسکی اس عمدہ خیالی کی تعریف کی اور اسکو کہا کہ یہہ غم جو بادشاہ کرتا ہے
یہہ محض شاہانہ فیاضی مین داخل ہے ورنہ حضرت سلطان کی رائے ہی قانون
ہے فوج نے بھی ایک زبان ہوکر اپنی رائے ظاہر کی کہ کلائیطس کا قتل جایز تھا
اور یہہ بادشاہ سلامت کی ملوہیت اور عظمت شان مین شامل ہے
کہ وہ اپنے مقتول دوست کو خود مدفون کرنا چاہتا ہے اسوقت سکندر نے
خطاب شہنشاہ اختیار کر لیا تھا ایرانی تاج سر پر رکھکر درباروں مین زرق و برق

کی پوشاک پہنتا ہے۔ سکندر کے بعض ارکان دولت کو اسکا تزک و احتشام ایک آنکھہ نہ بہایا خصوصاً وہ امرا جو برابری کے دعوے پر ساتھہ آئے تھے اُس سے بیزار ہو گئے اور اسکی برائیاں کرنی شروع کین۔ ان دنون کچھہ تو سکندر خوشامد پسند اور متواتر کامیابیون سے خود نما بھی ہو گیا تہا اور کچھہ اُس پتھر سے جو ایک مفتوح شہر کی دیوار سے پہینکا گیا تہا اور اسکے کندھے پر لگا تہا اسکی دماغ مین فتور آ گیا تہا اور ضعف بصری بہی ہو گیا تہا۔ اسپر مے نوشی کی کثرت نے اور بہی اُلو بنا دیا اور ایسے بُرے افعال کا مرتکب کر دیا۔

موسم بہار مین مسیح سے ۳۲۸ سال پیشتر سکندر نے پھر دریاے جیحوں کو عبور کیا اور اپنی یکم زرگاہ پر یادگار کے لئے ایک پانی اور ایک تیل کا فوارہ لگا دیا۔ پھر سمرقند کیجانب دوبارہ عنان عزیمت منعطف کی۔ بدین غرض کہ ملک کے امن مین اگر خلل واقع ہو گیا ہو تو دوبارہ امن قایم کرے چنانچہ آیندہ سرما نہایت سرد موسم بمقام نا طیقا بسر کیا۔ کیونکہ یہ ملک ایسا سرد سیر تہا کہ موسم سرما مین کام کرنا محال ہو جاتا تہا۔ آیندہ موسم بہار مین ۳۲۷ سال قبل مسیح سکندر نے ایک مضبوط پہاڑی قلعہ پر کہ جسمین اوکزرٹیز بخاری نے اپنی عورت اور دختر کو چھپا کر محفوظ رکھا ہوا تہا حملہ کیا۔ اس بلند مقام پر چڑھنا نہایت دشوار تہا۔ اور محصورین کے پاس اسباب ضروری بہی بافراط موجود تہا۔ علاوہ اسکے گذشتہ سرما کی برفباری نے چٹانون پر چڑھنا نہایت مشکل کر دیا تہا۔ مگر تاہم سکندر کے چندمن چلے جنگ آزمودہ بہادرون نے آہنی میخون اور مضبوط کتانی رسیون کی مدد سے جو خیمون کے کام آتی تہین رات کے وقت قلعہ کی ایک ترچہی دیوار کے سر پر جا چڑہے۔ اور دفعتاً شور مچا کر محصورین کو ایسا گہبرا دیا کہ انہون نے اطاعت قبول کی۔ اس چہوٹی سی مہم سے سکندر کو صرف اتنا ہی فائدہ نہ ہوا بلکہ بہی تصرف نہ ملا جو اتمام صوبہ صغدی مین نہایت ... کا مقام

تھا بلکہ وہان اُسے ایک ایسی خوبصورت عورت (دختر اوگزرٹیز) ہی ہاتھ لگ گئی جسکو اسکے ہمراہیون نے ایسی خوبصورت بیان کیا ہے کہ دارا کی عورت کے سوا تمام ملک ایشیا مین انہین اور کوئی ایسی مہ پارہ عورت دیکھنی نصیب نہین ہوئی ✦

مہم ہندوستان

سکندر نے اسطرح ایک اور مضبوط قلعہ کو فتح کرکے بعد انقضائی موسم بہار جنوب کیجانب بڑہنے کا قصد کیا اور کوہ قاف سے گذر کر اسکندریہ کیجانب رخ کیا۔ اسکندریہ سے لیکر دریاے سندہ تک فوج کے راستہ کا پتہ لگنا البتہ دشوار معلوم ہوتا ہے۔ سکندر کے راستہ مین اس سفر کے درمیان دریاے چواسپس (دریاے کابل) اور دریائی گارنیس آتے ہین جنکو اسکی ہمراہیون نے بڑی بڑی ندیان لکھا ہے۔ سکندر نے بعد شہر ساگا (میگلو) کو فتح کیا کیونکہ پولیٹیکل مصلحت کے لحاظ سے وہ بہی خاص ضرورت کا مقام تھا۔ اور پہاڑی قلعہ آرنولس بہی کمال جد وجہد کے مقابلہ کے بعد قبضہ مین کر لیا۔ اس پہاڑی قلعہ کی فتح کو مورخ بڑا قابل تحریر واقعہ تصور کرتے ہین۔ کیونکہ اسمین محصورین نے بہی زبردست مقابلہ کیا تھا اور اندر سے جواب ترکی بترکی دیا تھا۔ لیکن تاہم سکندر کی نہ تھکنے والی ہمت اور بلند پروازحوصلے نے کامیابی حاصل کی اب یہان سے فوج اپنے لئے آپ سڑک تیار کرتی دریاے انڈس (سندہ) کے کنارہ پر پہونچی اور کشتیونکے پل کے ذریعہ سے جوعالی (بطلیموس) او ہنفشین نے یہان پہلے سے پہونچکر تیار کیا تھا اتری۔ کہتا ہے کہ نہ تو ارسطوبولس اور نہ عالی ہی ذہین بتایا ہے کہ وہ پل کسطرح تیار کیا تھا لیکن تاہم وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ غالبا دریا میں کشتیان ڈالکر انکو شہتیرون سے مضبوط جکڑ دیا ہوگا اور کشتیونکو رسونسے زنجیرونکے ساتھ دریا میں پتھرونسے باندھکر کہینچ کر کہڑی کر دیا ہوگا جنسے کشتیان ساکن ہوگئی ہونگی معلوم ہوتا ہے کہ فوج سکندری

نے نومبر اور اپریل کے مہینونکے درمیان دریائے سندہ کو عبور کیا ہوگا۔ کیونکہ
انہین مہینون مین اس دریا پر ایسا پل بنا سکتے ہین ورنہ باقی سال کے مہینہ
یہہ دریا طغیانی پر رہتا ہے۔ سکندر نے سوم سرا چونکہ دریا کابل اور سندہ کے
درمیان گذارا [illegible] سے [illegible] واقعہ [illegible] ہے کہ ہندوستان مین ضرور
[illegible] قتل [illegible] ۲۰ [illegible] ہوا ہوگا اور راستہ جو اس نے لی یہہ کیا
وہی [illegible] تہا جو اسکے بعد تیمور اور نادر شاہ نے ہندوستان کی لوٹ مار کی
دہن مین پامال کیا۔ ہندوستان کا پہلا شہر جسمین عساکر سکندری نے
بیشمار مقابلون اور [illegible] شونکی کوفت کے بعد آرام لیا ٹکسلا کے نام سے
منسوب کیا [illegible] مقام کالا کا خیال ضلع راولپنڈی مین پتہ لگتا ہے
وہانکے بادشاہ نے جسے یونانی ٹکیلس لکہا ہے بلا تکلف اطاعت و انقیاد
قبول کیا۔ ہندوستان کا میوہ جو مشہور ہے یہہ سکندر کو بہی خوب ہی
مفید پڑا اور خوشگوار معلوم ہوا۔ کیونکہ ہندوستان کے تمام چہوٹے بڑے راجون مہاراجون
مین پہلے ہی سے ملک کے دستور قدیم کے موافق نا اتفاقی زورون پر تہی جس سے فوج
مقدونیہ کی حکمی ظفریابی نے فائدہ اٹہایا۔ فوج ظفر موج نے دریائے ہائیڈسپس
(جہلم) کیجانب رخ کیا۔ یہہ دریا بہت بڑا تہا اور موسمی بارشون سے لبریز ہو رہا
تہا وہی کشتیان جو دریائے سندہ پر پل بنانیکے کام آئی تہین توڑ تاڑ کر یہانتک
لائی گئی تہین اور سلطان سکندر کا ارادہ تہا کہ یہان بہی انکے ذریعہ سے فوج
عبور کرے۔ لیکن اس دریا کی نسبت ایک اور زبردست دشمن مقابل کے
کنارہ پر آمادہ پیکار نظر آیا۔ یہہ دشمن راجا پورس تہا جسکے زیر لواء فوج
کا بہت سا ملک تہا۔ اسنے کنارہ دریا پر بیشمار لشکر اور ہاتہیونکی مہیب قطارون
کو اس ترتیب سے صف آرا کیا تہا کہ سکندر کو پار اترنا دشوار ہی نہین۔
بلکہ محال معلوم ہوتا تہا۔ سکندر ایک سپاہیانہ چال چلا اور چند
دستے سوارون کے بعد اپنے محافظ جسم کار آزمودہ سپاہیون کو ہمراہ

لیکن پوشیدہ طور سے ایک دوسرے مقام سے دریا کے پار اترا یہہ حال دیکھکر پورس نے اپنی فوج کی صفون کو کنارہ دریا سے توڑ کر میدان مین لا آراستہ کیا۔ اور سب سے آگے ہاتھیونکی قطار سدروئین کی طرح کھڑی کردی صرف راجہ پورس سے اتنی خامی ظہور مین آئی ورنہ سکندر کے رفیق شاہد ہین کہ اسکے علاوہ وہ من چلا راجہ ہندوستان کے اس زمانہ کے فن جنگ مین ایسا لائق تہا کہ جیسا ہونا چاہیے شہنشاہ فارس کے برعکس راجہ پورس نے بڑی جوانمردی اور بسالت وجسارت سے مقابلہ کیا۔ لیکن سکندر کے جنگ آزمودہ سواروں اور مقدونیہ کے قواعد دان پیادو نکے سامنے جنکے ہاتہون کے نیزے آفتاب سے ہمچشمی کر رہے تہے اور جنکے رہبر و معین سکندر جیسے واقف رموز جنگ سپہسالار کی تدبیرین تہین بہلا ہندوستان کے راجہ شاہی فوجین کیا حقیقت رکہتی تہین۔ ایرین لکہتا ہے کہ حریف کے ۲۳۰۰۰ جانین کہیت رہین اور شہنشاہ منصور کے اسقدر کم آدمی کام آئے کہ خود ایرین کا قول پایہ اعتبار سے ساقط نظر آتا ہے۔ راجہ پورس کے دو بہادر لخت جگر انکہون کے روبرو پیوند زمین ہوگئے اور اس نے بذات خود میدان مین آکر وہ داد مردانگی دی کہ سکندر عش عش کر گیا۔ آخر راجہ گرفتار ہوگیا کہتے ہین جب راجہ کو سلطان کے سامنے پابزنجیر کرکے لائے تو سکندر نے اُس سے پوچہا کہ "اب تم سے کیا سلوک کیا جاوے" راجہ نے جواب دیا کہ "جو سلوک بادشاہ بادشاہون سے کرتے ہین"۔ سکندر کو اسکا جواب پسند آیا اور خوش ہوکر صرف اسکا ملک ہی اُسے نہ بخشا بلکہ آس پاس کے مفتوحہ اضلاع بہی اُسے دیدیے۔ اس لڑائی مین یونانیون کو بہت سے ہاتہی بہی ہاتہہ آئے۔ چنانچہ اس تاریخ کے بعد یورپ کی بہت سی لڑائیون مین ہاتہی استعمال ہونے لگے۔ ان ہاتہیون مین بہی ایک خاص ہاتہی پر سکندر بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ عین قلب لشکر مین جبکہ ہنگامہ جدال و قتال گرم تہا اس

ہاتہی نے اپنی مقدور سے بڑہ کر دشمن کی افواج کو کچلکر حق نمک ادا کیا تہا یہہ ہاتھی پورس کی سواری کا خاص ہاتہی تہا چنانچہ اُس نے لڑائی مین کسیکو پاس نہ پہٹکنے دیا۔ اور جو تیر اُسکے بدن مین لگا اُسکو اپنے سونڈ سے نکالکر پہینکدیا۔ سکندر نے اِس ہاتھی کو لیکر اپنے دیوتا سورج کے سامنے نذر کیا۔ اور پہر اُسکی پیشانی پر ایک کتبہ کندہ کرا کر آزاد کر دیا۔ کتبہ یہہ تہا: سکندر ابن فیلقوس نے یہہ ہاتھی اجکس نامی اپنے سورج دیوتا کے نام پر نامزد کر کے آزاد کر دیا ہے" کہتے ہین اِس واقعہ کے ۳۵۰ سال بعد یہہ ہاتہی اُسی کتبہ سمیت پہر پایا گیا تہا جس سے حکما نے ثابت کیا ہے کہ ہاتہی کی عمر زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ سال تک ہوا کرتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ سکندر نے جہلم کے دونون کنارون پر دو شہر (یا چہاونیان) بالمقابل آباد کئے۔ ایک شہر کا نام اِس فتح کی یادگار مین نائسیا رکہا اور دوسرے کا نام اپنے گہوڑے بوسیفاس کے نام پر بوسیفالا رکہا کیونکہ یہان سکندر کا پیارا گہوڑا جسنے تمام جنگلون مین بڑے پیار اور وفاداری سے اِس کا ساتہہ دیا تہا زخمون اور تکان سے مجبور ہوکر مر گیا تہا۔ سکندر نے اُسے بڑی عزت و توقیر سے دفن کیا اور اُسکی یادگار مین شہر آباد کر دیا۔ یہان سکندر نے ایک ماہ قیام کیا اور پہر یہان سے چلکر فوج بڑی جلد اسی سائنیز (چناب) کو پہنچی۔ اِس دریا کو طالمی پندرہ سٹیڈیا یعنی ایک میل سے زائد عریض بیان کرتا ہے۔ فوج نے کشتیان اور چمڑے کی مشکیزون کے ذریعہ سے یہان سے عبور کیا اور سیدہا (راوی) کیجانب رُخ کر لیا۔ کہتے ہین کہ اِس سرزمین یعنی دوابہ رچنا کو اُن لوگون نے سخت چکنی مٹی کا ایک چٹیل میدان دیکہا تہا کہ گہاس کا ایک تنکا دریاؤن کے متصلہ قطعات کے سوا اِنہین کہین نظر نہین پڑا۔ فوج نے خشک میدان براہ وزیر آباد طے کر کے دریا سے ہائی ڈرا اوٹس (راوی) عبور کیا۔ اور لاہور کو بہی دیکہا اِس دریا کے اِس پار

ایک دوسرا پورس جو ویسا ہی زبردست دشمن نظر آتا تھا آمادہ کارزار پایا یہ شخص دوابہ رچنا کا تاجدار تھا - اور سکندر کی آمد سے وہ گریبان بھاگ آیا تھا - اسی لئے یونانیوں نے اسے بزدل لکھا ہے - لیکن راوی کی مشرق کے تمام ہندوستانی بزدل نہیں تھے - چنانچہ کاتھی ایک جنگجو قوم نے سکندر کو پس پا کرنے کا ارادہ کیا - تین دن کے بعد کوچ سے بمقام سنگالا پہنچا - جہاں کاتھیوں نے اپنے دمدمہ کو خوب مضبوط کر رکھا تھا - لڑائی زور شور سے چھڑ گئی اور سخت مقابلہ کے بعد بہادر کاتھی اس وقت دب گئے - معلوم ہوتا ہے کہ یہ کاتھی لوگ دوابہ لاہور کے متعلقات سے تھے - گنٹ صاحب اس موقع پر لکھتے ہیں - کہ ضلع امرتسر سے گذر کر قوم کاتھی کو جو سنگالا میں رہتی تھی سر کیا اب نشان اس شہر کا بجولی دریافت نہیں مگر غالب ہے کہ واقع بارہی دواب ہوگا غالباً قوم کاتھی وہ قوم ہے کہ جس کو کستری یعنی چھتری لوگ پیدا ہوئے ہیں جو اس عصر کا ایک جنگی فرقہ تھا - مگر بعض کہتے ہیں کہ قوم کتھائی ان لوگوں میں سے تھی کہ بادشاہ انکا وسرت راجہ اجودھیا تھا - اس مقام اجودھیا کو کتاب رامائن میں بنام کیکیا ویس لکھا ہے - غرض کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو نو ملک پاس پاس ایک ہی دوابہ میں واقع ہونگے -

سکندر کو مجبوراً واپس ہونا پڑا

بادشاہ کا ابھی سفر مہمات کا شوق ویسا ہی تازہ تھا - جیسا کہ مقدونیہ سے روانہ ہونے کے وقت تھا - اب اُسنے ارادہ کیا کہ دریا سے فلیس بیاس کو جو عرض بلد شمالی ۲۹ درجہ ۳۰ دقیقہ پر چناب سے جا ملتا ہے عبور کر جاوے کیونکہ اُسے اطلاع پہنچی تھی کہ ممالک واقع آنروے بیاس میں دولت و مال بے شمار موجود ہے - اسیلئے منصور شہر یار نے غالباً گنگا کو اس سفر و مہم کی حد قرار دینا مناسب سمجھا لیکن اسکی یونانی

سپاہی ایک تو پیاپے لڑائیون اور دور دراز سفرون مین تنگ کر چور ہو گئے تہے اور دوسرے ملک بہی جس مین وہ مقیم تہے انہین چندان تو نگر نہین معلوم ہوتا تہا اس لئے وہ گہبرا گئے اور سمجہے کہ ہم اس دور دراز زمین مین پہرون اسے بعید مسافت پر دشمن کے پنجہ مین گنتی کے آدمی ہین سلامتی واپس لوٹ جانے مین ہے۔ سکندر نے بہتیرا سمجہایا دہمکایا اور دلاسا دیا کہ فوج دریا عبور کرے لیکن نہ نرمی سے کام نکلا اور نہ سختی کارگر ہوئی *

سکندر نے اپنے افسرون کو ترغیب و تحریص کی بیفائدہ کوشش کی کیونکہ جیسے سپاہی اپنے ہٹ سے پڑے تہے ویسے ہی افسرون نے ضد کی پہر نکلے سکندر نے سخت غم کیا اور دو دن تو انہ وار طول اپنے خیمہ مین بند رہا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کا مطلب یہہ نہین تہا کہ روی زمین پر فتح کرنے کیلئے اور کوئی ملک نہین بلکہ اسواسطے کہ اسکو عمر بہر مین پہلے تہ یہ لگا تہا کیونکہ غیرممکنے کہ ... خواہ وہ کیسی ہی ضرورت کے کیون نہ ہون تاہم ممکن ہے کہ رک جاوین ... اور یہہ کہ اس روز پہلی مرتبہ اسکی فوج نے اسکی عدول حکمی کی تہی۔ جسکا علاج اس وقت اسکے پاس موجود نہین تہا۔ آخر طوعاً و کرہاً مان گیا۔ مگر پہر بہی اسکا جی چاہتا تہا کہ کام کو ادہورا چہوڑ کر واپس نہ چلا جاوے۔ عاقبت الامر اس نے دیوتاؤن کی مرضی دریافت کرنے کے لئے قربانیان گذرانین۔ لیکن شگون اچہے نظر آئے اور جبراً و قہراً شاہنشاہ کو دیوتاؤن کے منشا اور نوکرون کی مرضی کا اتباع کرنا پڑا اور اسیواسطے مہم سکندری کی بعدیل فتوحات کی سرحد دریائے بیاس ہی رہا جنوبی یونان مین اس وقت تک مقدونیہ والے کچہہ بڑے بہادر نہین شمار کئے جاتے تہے۔ لیکن۔ اس عظیم الشان اور لاثانی مہم مین افسر وہی لوگ رہے ان نمایان فتوحات مین جمہوریہ یونان کی طرف سے (جو اس زمانہ مین دلاوران قوم تسلیم کئے گئے تہے) کوئی آدمی شامل نہین تہے

جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ سکندر کی اصلی فوج تو اہل مقدونیہ اہل تسلی اور جنوبی یونان کے باشندے تھے اور جون جون وہ ملک گیریان کرتا گیا ممالک مفتوحہ کے دیسی باشندون سے سپاہ بھرتی کرتا گیا۔ وہ نظارہ بھی کیا پرلطف ہوگا۔ جبکہ بیس سے زاید یورپ اور ایشیا کے مختلف ملکون اور قومون کے سپاہی یونانی افسرون کے زیر کمان تاج سکندری کی خیرخواہی مین رزم آرا ہوتے ہونگے۔ جسکا کسیقدر خاکہ اہل انگلستان نے ہندوستان کی فوجون مین آجکل کھینچ رکھا ہے۔

جب تمام خدم وحشم سمیت سکندر جہلم کیطرف لوٹا تو یہان کشتیون کا ایک بھاری بیڑا اس لکڑی (اچیڑ) سے جو اس دریا کے اوپر کے حصون سے باافراط بہکر آیا کرتی ہے۔ بکی کارپردازون نے پہلے ہی سے تیار کر رکھا تھا۔ سکندر نے یہان پہونچکر اپنی فوج کے تین حصے کئے ایک حصہ کو کشتیون مین بٹھاکر آپ اسکی ہمراہ سوار ہوا اور باقی دو حصون کو دریا کے دونون کنارون پر خشکی مین چلنے کا حکم دیا جہان چناب اور جہلم کا اتصال ہے۔ وہان طوفان دریا سے کشتیون کو سخت صدمہ پہونچا۔ غالباً یہ جولائی اگست کا مہینہ ہوگا کیونکہ انہین مہینون مین یہان ایسی شدید طغیانیان ہوا کرتی ہین۔ چلتے چلتے ملتان کے قریب ایک قوم سے سخت معرکہ آن پڑا۔ سکندر نے انکی شہر پر حملہ کیا اور سیڑہی لگاکر سب سے پہلے آپ فصیل پر چڑھ گیا۔ چار افسر اور بھی چڑھنے والے تھے کہ سیڑہی ٹوٹ گئی اور اب اسکے سوا چارہ نہ رہا کہ جست کرکے اپنی فوج مین آپڑے۔ یا دشمنون مین جا پڑے الٹا انا حمیت سکندری کو کب گوارا تھا جسم کو تول کر شہر ہی مین کود پڑا کودتے وقت اسلحہ کی چمک سے دشمنون کو یہ گمان ہوا کہ اسکے بدن سے بجلی نکلتی ہے سب کے سب ڈرکر بھاگنے لگے مگر پھر اصل حقیقت سے آگاہ ہوکر اسپر چل پڑے۔ سکندر دیوار سے لگکر انکا مقابلہ کرتا رہا۔ اور اتنے مین لنکے وہ افسر پہنچ گئے ساتھ ہو لئے مگر ایک تیر اسکے پسلی مین ایسا لگا کہ زمین پر گر پڑا۔ اسکے بعد اسکے وہ افسر جو اسکے ساتھ کود کر تھے اسکی حفاظت کرتے اور دشمن سے لڑتے رہے۔ اتنے مین اسکی سپاہ دروازہ

کہولکر اور کچہہ فصیل پر چڑہ کر شہر مین آ گئی ہے - اور سپاہیون نے اپنی ڈہالین سکندر کے اوپر رکہدین - آخر شہر کو فتح کر لیا - اس لڑائی مین سکندر ایسا زخمی ہوا کہ جان کے لالے پڑ گئی - کہتے ہین اس جوانمرد کے ایک ایسا تیر لگا کہ آسانی اپنے ہاتہہ سے نکل نہ سکا - جب معالج تیر نکالنے کے واسطے آیا تو اس نے خادمون کو ہدایت کی کہ بادشاہ کو خوب زور سے پکڑ رکہین تاکہ زخم کو چیر کر تیر نکالنے سے جو حالت اضطراب اور شدت درد سے بادشاہ پر طاری ہوگی وہ عمل جراحی مین حارج ہو اور یا دارو ئے بیہوشی پلایا جاوے - سکندر نے ڈانٹ کر کہا کہ کوئی مجہے نہ چہوئے کیا مجہے اپنے بدن پر اتنا ہی قابو نہین کہ اسکو سنبہال سکون - آخر ڈاکٹر نے زخم چیر کر فراخ کیا اور تیر کا پہل نکالا - مگر سکندر نے اُف نہ کی حتی کہ اس صدمہ سے غش آ گیا - اور چند گہنٹے حالت جانکندنی مین پڑا رہا ✤

مردان نبرد آزما اور گردان لشکر کشاہی سکندر کے اس دلاورانہ خیال اور فعل کی پوری تعریف کر سکتے ہین - کہ باوجود ایک ایسی عالی منزلت جہاندار ہونیکے میدان مین مرنا اپنی زندگی کی علت غائی سمجہتا تہا اور ہمیشہ دکہلانا طریقت جنگجوئی اور شرب دلاوری کے خلاف جانتا تہا اور نیت سے اس بلا کی کہ جان جائے پر آن نہ جائے - بعض مورخ لکہتے ہین کہ یہ جنگ سکندر نے قوم مالی سے کیا تہا اور یہہ قوم اس زمانہ مین ملتان مین آباد تہی - چنانچہ اسی لئے اس شہر کا نام ملتان (یعنی مالی ستہان) ہوا اور اسی خیال سے جغرافیہ نویس شہر ملتان کو سکندر اعظم کے زور دورہ سے پہلے کا آباد سمجہتے ہین - جب ایک عرصے کے بعد سکندر تندرست ہوا تو ۳۲۵ قبل مسیح مین فوج سندہ اور چناب کے مقام اتصال یعنی اٹہون پر (جو عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ ۵۵ دقیقہ پر واقع ہے) پہنچی - یہان سکندر نے ایک جدید شہر تعمیر کرایا اور جہاز سازی کا کارخانہ قائم کیا - اور اپنے سپہ سالار فیلیقوس کو یہان اپنا صوبہ قایم مقام قرار دیا - اور جسقدر اہل تہریس سپاہی اسکی فوج کے ہمراہ تہے ان سب کو وہان فوجی خدمت پر تعینات کر دیا ✤

مہمات بحری

سکندر نے یہان بیڑہ کو اور وسیع کیا۔ اور دریائے سندہ مین آگے بڑہتا گیا۔ راستہ مین شہر سعدی کو جو کوئی بگڑا ہوا نام معلوم ہوتا ہے دیکہا اور وہان بہی جہاز سازی کا ایک کارخانہ قایم کیا۔ وہان سے آگے چلکر راستہ مین ایک سردار میوزی کینس کا علاقہ آیا۔ اس نے اطاعت کرلی اور اسکو شہر مین کچہ سپاہ بطور محصورین کے قلعہ مین چہوڑی گئی۔ ایک دوسرے رئیس او- کسی کینس نے مقابلہ کرنا چاہا لیکن اسکا جوش فضول تہا کہان راجہ پورس اور کہان گرفتار ہوگیا۔ پہر سکندر نے اسکے دو شہرون پر قبضہ کرلیا اور اسکو پابزنجیر کرکے ہمراہ لیچلا۔ اسکے بعد اسنے سینڈس کی دارالسلطنت سینڈومانا پر تاخت کی اور اسکو شامل مقبوضات سکندری کرلیا۔ معلوم ہوا یہ شہر غالباً جدید سہوان ہوگا اسی اثنا مین راجہ موسی کینس نے بغاوت کی لیکن جلد ہی قابو آگیا اور سازش کے سرغنون سمیت پہانسی دیا گیا +

ایرین کی تحریر اس موقع پر بڑی مغلق اور پیچیدہ معلوم ہوتی ہے اور واقعات کی ظلمت پر اس سے کچہ بہت روشنی نہین پڑتی۔ مگر تاہم اسقدر واضح ہوتا ہے کہ یہان سے سکندر نے ایک جماعت فوج کو فیل سوار ہوکر براہ خشکی وسط افغانستان وبلوچستان سے کرمان کو بہیجا چنانچہ وہ قندہار سے ہوتے ہوئی کرمان واقعہ ایران مین جا پہونچے۔ لیکن واقعی سمت اس راستہ کی اب نہین ہوسکتی +

بمقام پٹالہ (تاماہم) جو دریائے سندہ کے ڈیلٹا کا راس ہے سکندر نے بحری فوج کا ایک قشون قرار دیا۔ اور ایک شہر کی بہی بنیاد رکہی جو اس کا ظن غالب تہا کہ ضرور کسی روز وسیع تجارت کا مرکز ہو جائے گا۔ اس جفاکش شہریار نے سندہ کے ڈیلٹا کی دونون اطراف کی شاخین خود جاکر تحقیق کین اس نے معلوم کیا کہ مغربی شاخ کی تیز و تند و سمندر کی

ایک قسم کی باد مخالف سے اسقدر شدت کی طغیانی پہ آتی ہو کہ تجارتی کشتیان اسکا بمشکل مقابلہ کرسکتی ہین۔ چاند کی چودھوین کو مدو جذر اس تیزی سے چڑھا کہ ۹ فیٹ پانی بلند ہوگیا اور اتنی جلدی اُترا کہ شاہی کشتیان دمدمون مین خشکی پر پڑی رہگئین۔ آخرالامر شاہنشاہ رود سندھ کے دہانہ پر پہونچا۔ بحرمحیط (بحرہند) کا ملاحظہ کیا اور وسیع سمندر مین دور تک سیدھا چلا گیا۔ کیونکہ اسکا منشا تہا کہ شاید تحقیق سے کوئی اور زمین سمندر مین دریافت ہوسکے۔ وہان سے پہر سندھ کی مشرقی شاخ کو رُخ کیا اور معلوم کیا کہ یہہ راستہ تجارت کے واسطے بخوبی کارآمد ہوسکتا ہے اور ایصال سمندر پہ ایک وسیع کہاڑی مین آملتا ہے۔

نیارکس نامی مشہور ناخدا جو فن جہازرانی مین اُس زمانہ مین شہرۂ آفاق تہا سکندر کے بیڑے کا سپہ سالار تہا۔ بادشاہ نے اسکو حکم دیا کہ جب باد موافق چلے تو بحری فوج براہ سمندر خلیج فارس کو عبور کرے +

اِس دلاورانہ سفر بحر کیلئے جو ایسی عہد قدیم مین واقع ہے جیسی ہم یونانیون کے ایسے دور دراز سمندر کے جغرافی معلومات اور نیارکس جیسے آزمودہ کار ناخدا کی لیاقت کو کسقدر موردِ تعریف کرنا چاہتے ہین۔ اِس زمانہ کا یونانی جغرافیہ ہومر کی شاعرانہ کہانیون اور آیو کی مخفیہ آوارہ گردیون کے دامن مین لپٹا ہوا تہا۔ اِس عصر کے حکماء کا خیال تہا کہ زمین ایک سطح مستوی ہے اور چارون طرف سمندر سے محدود ہے اِس لئے یہہ وہمی خیال مشہور تہا کہ خشکی مین دور تک سفر کرنے سے اُسی جگہ لوٹ آتے ہین۔ چنانچہ سکندر کے ہمراہیون نے جب دریائے جیحون کو دیکہا تو سمجھے کہ دریائے سینڈی کے کنارون پر پہونچ گئے ہین اور جب دریائے سندھ مین گھڑیال دیکھے تو خیال کیا کہ دریائے نیل کے کنارون پر آگئے ہین۔ فی الواقع عبور سمندر کا اِس زمانہ مین نہایت عجیب و غریب تہا۔ کیونکہ کشتیان

اُس زمانہ کی بہت چھوٹی ہوتی تہین - اور فن جہاز رانی نے بھی چندان رواج نہین پایا تہا - مقدار مسافت بھی معلوم نہین تھی - اور کوئی گمان نہ تہا کہ سامان رسد بھی مہیا ہو سکے یا نہ ہو سکے مگر نیارکس نے یہہ ہوشیاری کی کہ کشتیون کو اکثر لب دریا ہی رکھا اور وسط بحر مین نہ ڈالا کیونکہ خواص مقناطیسی (جسکو جہازرانون کا رہنما کہنا زیبا ہے) اس وقت تک دریافت نہ ہوا تہا - اور کوئی جہاز یا کشتی وسط آب مین روان کیجاتی تھی - بخلاف زمانہ حال کے کہ اب جہان چاہین جہازون کو لیجا سکتے ہین - راستہ مین اُنکو رسد کیجانب سے بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ کنارہ کا ملک ویران اور ریگستان تہا - غرض بصد خرابی فقر و فاقہ وہ جمعیت خلیج فارس تک پہونچگئی - اس امر کے تسلیم کرلینے مین یہہ تامل نہین ہے کہ نیارکس نے بحری تجارت کے لئے بحر ہند کو پہلی مرتبہ کہولا تہا جو من بعد آندم سے ایندم تک ایک وسیع تجارت کا مامن و مسکن رہا ◆

دشت گڈروسیا کا سفر اور سوسا کی طرف بازگشت

باقی حصہ فوج سکندر بسر کردگی اپنے لشکر ۳۲۵ قبل مسیح مین ماہ ستمبر کے قریب روانہ ہوا - سندہ کے ڈالٹا سے بندر عباس (جو خلیج فارس کے کنارہ پر واقع ہے) تک کا راستہ ہاتہیون کے لئے اور ایسی جمعیت کے لئے جسکا سامان رسد کشتیون پر لدا چلا آتا ہو کچہہ بُرا نہین - اسی راستہ کے پہلو بہ پہلو ساٹھہ روز مین سکندر نے بھی اورٹیلی کی مغربی حد سے پیکرپورہ (فرگ؟) تک سفر کیا ایک مرتبہ قلت آب سے فوج ایسی تنگ ہوئی کہ ساحل بحر کے ریگستان مین سات روز تک کنوان کہودنے کی تلاش مین پھرا کئے - اگر ایرین اور سٹریبو کی تحریرات کو معتبر سمجہین تو اس بنجر غیر آباد جنگل مین اہل سپاہ نے اسقدر تکلیفین اور مصیبتین اوٹھائین جو حد بیان سے باہر ہین - اور جسکا زیادہ حصہ اتنی بڑی سپاہ کے لئے رسد کی کمی سے مخصوص نہین ہوسکتا - بلکہ

ملک کے ویرانے اور زمین کے ریگستان ہونے سے ہوسکتا ہے ۔

ایک دفعہ میں دوپہر کے وقت جبکہ دھوپ حرارت سے چیل انڈا چھوڑ لی تھی اور سکندر کا ہرایک ہمراہی العطش العطش پکار رہا تھا ایک سپاہی بڑی وقت سے ڈھونڈھ کر تھوڑا سا پانی سکندر کے واسطے لایا تھا ۔ اس جوانمرد بادشاہ نے اُس سپاہی کا شکریہ ادا کیا اور پانی کو زمین پر گرادیا ۔ اُنکی ہمت مردانہ اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ خود تو پانی پی لے اور فوج ہمراہی پیاسی مرے پورہ سے فوج بلا وقت دارالخلافہ کرمان کو روانہ ہوئی ۔ یہان کریٹرس ہی سکندر سے آملا ۔ جو ایک حصہ فوج فیل سوار لیکر براہ قندہار آیا تھا ۔ یہان نیارکس بھی بادشاہ سے آملا ۔ اور بیڑہ ہارموریہ تک جو جزیرہ ہرمز کی مقابل ساحل پر واقع ہے بسلامت لنگر کیا ۔

کرمان سے فوج بسرکردگی ہفیش بعہ باربرداری اور چند زنجیر فیل کے ساحل خلیج فارس پر روانہ ہوئے ۔ کیونکہ موسم سرما مین جو قریب آرہا تھا ۔ یہہ سڑک خاصی چلنے کے قابل تھی ۔ بادشاہ خود معہ خاص کے سپاہیون اور تھوڑی سی فوج کے بمقام پسارگیڈی جہان کیخسرو مدفون تھا گیا جاکر دیکھا تو اس قومی بہادر کی قبر لٹیرو نکی غنیمت کی آماجگاہ ہورہی ہے جو اِس بہادر کی عزت کے مطلق پرواہ نہین کرتے جو دوسو سال سے وہان سو رہا ہے اُسکا طلائی تابوت جسمین اُسکی نعش کسی قسم کی معطر ادویات مین بساکر رکھی ہوئی تھی کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہے ۔ دیکھہ دیکھہ کران لٹیرون کے موتہہ مین پانی بہر آیا تھا ۔ لیکن تابوت کے صندوق کا اوپر لا تختہ اُتار دیے اور نعش کو باہر پھینکدینے کے بعد ان قزاقون سے بوجہہ زیادہ ہونے کے نہین اُٹھہ سکا تھا ۔ سکندر نے حکمدیا کہ نعش کے پارچون کو اُٹھاکر کے قبر مین رکھہ دیا جاوے چنانچہ ارسطا بوس کہتا ہے کہ اِس مرحوم شاہنشاہ کی قبر کی مرمت کا حکم میرے نام ہی نافذ ہوا تھا کہ اِس بڑے پارسی جنگی

بہادر کی قبر کو آئندہ کے لئے قزاقون کی دست برد سے بچایا جاوے ✦

پسارگیڈی سے روانہ ہوکر سکندر بدسی پولس کو گیا اس شہر کو سکندر اپنی پچھلی روانگی کے وقت آگ لگا گیا تھا۔ ایرین لکھتا ہے سکندر کو اس شرارت سے جو اس نے پرسی پولس کی آتشزدگی سے کی تھی کچھ رنج نہین ہوا یہان پہنچکر اس نے پیوسسطس نامی ایک اہل مقدونیہ سپہ سالار کو ایک پارسی جنرل کی بجائے فارس کا صوبہ قرار دیا اور اس پارسی کو بجرم بد علنے ریاست کے پھانسی دیدیا پیوسسطس نے نہایت لیاقت اور عقلمندی سے حکومت شروع کی بلکہ ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ سکندر کو اس سے پوری تسکین ہوگئی۔ اس نے پارسی چال ڈھال رسم رواج اور پوشاک اختیار کرلی اور زبان فارسی مین عمدہ مہارت پیدا کرلی۔ مورخ بیان کرتے ہین کہ پارسی اسکی عملداری سے نہایت خورسند ہوئے۔ اس زیرک سپہ سالار کی مثال البتہ ان لوگون کے لئے قابل تقلید ہے جو خوش نصیبی سے ممالک غیر مین منصب حکومت پر ممتاز کئے جاتے ہین ✦

قیام مقام سوسا

آخرکار بمقام سوسا دریائی الائی کے کنارہ پر ۳۲۴ قبل مسیح مین فوج نے اس دور دراز سفر کی ماندگی سے آرام کیا۔ اور اس وقت فرصت کو شادی کی مضلون اور راگ رنگ کے جلسون مین بسر کرنے لگے۔ یہان سکندر نے دارا کی بڑی لڑکی بارسن سے اپنی شادی رچائی۔ اور چھوٹی لڑکی اپنے سردار ہیفسٹشن کو بیاہ دی۔ ارسطوبولس کہتا ہے کہ اس نے اوکس کی لڑکی سیرائی سطس سے بھی اسی وقت شادی کی۔ اور اس طرح اسکی عورتین یعنے ایک بخاری اور دو فارسی نسل کی ہوگئین۔ سکندر نے اپنے انہیں بڑے بڑے افسرون مین سے ہر ایک سے ایک ایک ایشیائی عورت منتخب

کردی۔ کریٹیرس پرڈیکس طالمی۔ یومنیس نیارکس اور سیلیوکس عورات کا مورخ نے خاص ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے "یہہ تمام شادیان حسب دستور ملک فارس رچائی گئین۔ دونون کے واسطے چوکیان رکھی گئین اور دور شراب کے بعد دلہنین جڑاؤ زنانی ٹوپیان کتان کے پاجامے اور ریشمی کرتے پہنے ہوئی آئین جو اپنے اپنے خاوندون کے پاس بیٹھہ گئین بادشاہ نے اپنی عروس کا ہاتھہ پکڑکر بوسہ لیا اور تمام سردارون نے اُسکی تقلید کی اور پہر سب نے ملکر کہانا کہایا۔ سکندر نے ہر ایک عورت کا جہیز بھی اپنی پاس سے دیا۔ باقی جسقدر سپاہیون نے ایشیای عورات لینی چاہین اُنکے نام ایک فہرست مین درج کیئے گئے اور شادی کے وقت بادشاہ کیجانب سے اُنہین تحفے تحائف ملے۔ چنانچہ اس فہرست مین دس ہزار سے زاید آدمیون کے نام درج ہو گئے"۔

خواہ مختلف قومون کے اتحاد واتفاق کے لئے یہہ شادیان کیسی ہی مصلحت ملکی کے قرین ہین لیکن تاہم اہل مقدونیہ کے سپاہی ان سے بہت آزردہ ہوئے۔ مقام اوپس دریای ٹاگرس کے کنارہ پر بادشاہ نے فوج کا جائزہ کیا اور زخمی ناتوان اور ناقابل سپاہیون کو وطن بہیجنا چاہا۔ مگر اُسوقت سپاہیون مین غدر پہوٹ پڑا اور ساری فوج یک زبان ہوکر چلائی کہ پہر ہی اگر تو ہم سب کو معطل کردے اور آیندہ کے لئے اپنے باپ امین کی مدد سے ملک گیریان کیا کرے۔ سکندر یہہ طعنہ سنکر برافروختہ ہوگیا اور کود کر سپاہیون کے بیچ مین جا پڑا اسکے پیچہے چند محافظ جسم سپاہی بھی گہس آئے اور انہون نے تیرہ آدمیون کو جو اِس فساد کے سرغنے تھے پکڑ لیا۔ جنکو فی الفور جان سے مار ڈالنے کا حکم صادر ہوا پہر فوج کی طرف جو یہہ واقعہ دیکھکر ہراسان ہوئی تہے مخاطب ہوا اور بہت سی ملامت کے بعد اُنہین کفران نعمت کا الزام لگایا اور جتاتے ہی کہا کہ تمنے اپنے بادشاہ کی خاطر منعض کی جسنے تمہارے تمام دکھ درد

ہر وقت اور ہر حالت میں بانٹتے - اور کامیابی کے انعامات سے تمہارے جیب وہ ہی مالامال کرو ئے اور اپنے پاس برائے نام فقط تخت کی عزت اور تاج کا سودا رکھ لیا آخر کار اس نے انہیں علیحدہ کر دینے کا حکم دیا اور آپ محل شاہی مین جا گھسا - دروازے بند کروئے اور حکم دیا کہ کوئی اندر محل کے نہ آئے حتے کہ محل کی حفاظت کے لئے ایرانی سپاہیون کی گارد کا پہرہ مقرر کیا - یونانی سپاہی جھٹا پنچ کئے پریشمان ہو گئے - اور جوق در جوق محل کے گرد آکھڑی ہوئی - انہون نے اپنے ہتیار پھینکدئے اور رحم سلطانی کے خواستگار ہوئے - سکندر نے اس وقت انہین صدق دل سے پچھتاتے ہوئی دیکھکر معاف کیا - لیکن بغیس کی بغاوت کے وقت سے اسکے دل مین برابر رنج چلا آتا تہا - چنانچہ اس نے ۱۰۰۰۰ نہایت ضعیف اور ناتوان سپاہیون کو زیر حکم کریطرس جو بجائے انطیپطر کے معدونیہ کا وایسرائے مقرر ہوا تہا وطن کو رخصت کر دیا - گو شادی کے جلسون مین بغاوت اور بے امنی کی مجلسین بھی اٹہہ کھڑی ہوئین لیکن ناچ رنگ اور تمام قسم کے کہیل تماشے اور نادرات موسیقی جسقدر کہ اس عہد کے یونانی کاریگر جانتے تہے - اس آن فان سے جاری رہی کہ ناظرین کو رجھا دیا - سکندر کی دانشمندی مین کچھ شک نہین - گو فساد پیدا ہو گیا لیکن اسکی رای کی صیانت قابل صد ہزار تحسین تھی اس باہمی مناکحت سے اسکی علت غائی یہہ تہی کہ فاتح اور مفتوح قومون مین ایسا پختہ اتحاد قایم ہو جاوے کہ باسانی اسکا ازالہ نہ ہو سکے اسکے مورخ لکھتے ہین کہ اسکا یہہ بھی ارادہ تہا کہ ایشیای لوگون کو یورپین سلاح سے مسلح کرکے طریق جنگ سکہلایا جاوے اور انکو اپنی سپاہ مین شامل کرکے ان سے ایک جدید فوج تیار کیجاوے تاکہ اسکی جان معدونیہ والون کے قبضہ سے نجات پاوے - کیونکہ اہل معدونیہ کے سپاہی اسکو ایک سے زایدمرتبہ طعن دے چکے تھے کہ تو ہمارے سوا کہتا ہے

واقعات خاتمہ

تحقیقات علمی اور رفاہ عام کے کامون مین ہر وقت اسکی طبیعت کو میلان تہا لیکن اس وقت جبکہ ایک عالمگیر مہم کے بعد کسیقدر فراغت حاصل ہوی علی الخصوص اُس نے اِن امور کیجانب زیادہ توجہ منعطف کی۔ قرون سے کشتیون مین بیٹہکر خلیج فارس مین چلا آیا۔ اور دریائے دجلہ و فرات کے ڈلٹا کو بغور دیکھا۔ اور پہر شط العرب سے ہوتے ہوئے دجلہ مین مقام آو پس تک چلا آیا۔ اِس دریا مین عہد قدیم سے کئی ایک پختہ بند دار پار اس غرض سے باندہے ہوئے تہے کہ موسم طغیانی مین جب دریا لبریز ہو تو گرد و نواح کی سرزمین کو آبیاری سے شاداب کیا کرے لیکن سکندر کی آرزو ہمیشہ یہی رہی کہ تجارت بحری و بری کو ترقی ہو اور دور دراز ممالک کے مابین تجارت وسعت سے جاری رہے۔ چنانچہ اسی خیال کو مد نظر رکہکر اِس سفر مین اُس نے دریائے دجلہ سے وہ بند جو قدیم معماری کا ایک بے بہا نمونہ تہے منہدم کروا دئے اِس لئے کہ وہ دریائے اندرونی آمد و رفت سے مزاحم تہے +

سنہ ۳۲۴ قبل مسیح کے اخیر مین سکندر بمقام اکبتانہ جو سلطنت کا شمالی دار الخلافہ تہا گیا اسی جگہہ اسکا منظور نظر دوست ہفیستن مرگیا۔ سکندر کو اسکی وفات کا نہایت رنج و الم ہوا۔ آخر دل برداشتہ ہوکر بابل کو چلدیا +

راستہ مین غم غلط کرنے کے لئے ایک پہاڑی قزاقون کی قوم کو جسکا نام کوسی تہا مطیع کرنا چاہا۔ اِس وقت تو بادشاہ نے اپنے زعم مین حسب مراد اِس قوم کی بیخکنی کر دی لیکن جلدی ہی بعد مین وہ پہر اُٹھہ کھڑی ہوئی۔ سکندر ایسا جفاکش آدمی تہا کہ ہمیشہ محنت کے کام کرنے مین خوش ہوتا تہا اور سستی اور بیکاری سے گہبراتا تہا۔ جب سکندر بابل کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ دنیا کے قریبًا تمام اطراف و اکناف سے مختلف ممالک کے سفیر

ایشیا کے نئے شاہنشاہ کی مبارکباد کے لئے آئے۔

معبد بعل کے مجاوروں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجھایا کہ شہر کے اندر جانے مین آپکے لئے سلامتی نہین ہے چنانچہ بعل کا اپنا فرمان بھی یہی تھا۔ لیکن اُس نے انکی بات کیطرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور شہر کے اندر چلا گیا۔ معبد عظیم کے کھنڈرات بڑی تباہ حالت مین دیکھے۔ باوجودیکہ بادشاہ نے جب پہلی مرتبہ بابل مین آیا تھا تو معبد بعل کے ازسرنو تعمیر کا حکم دیا تھا۔ لیکن مجاورون نے اسکا کچھہ خیال نہ کیا اور اس معقول آمدن کو لیتے رہے جو اس معبد کی متعلق تھی۔ یہ بات یہان لکھنی ہی ضروری ہے کہ سکندر نے مقدونیہ سے روانہ ہو کر بابل کے قیام تک کل ۱۹ ہزار میل انگریزی سفر کیا اور یہہ اسقدر طویل مسافت تھی جو نہ تو کسی اور نے اسکے عہد مین یا اس سے پہلے زمانہ مین طے کی تھی گو آجکل کے سیاح بھی اس سے زیادہ سفر کر لیتے ہین +

قیام بمقام بابل

سکندر نے ارادہ کیا کہ شہر بابل کو اپنا دارالامارت قرار دے اور اس شان و شوکت اور عیش و عشرت مین زندگی بسر کرے کہ مشرقی بادشاہون کو خواب مین بھی نصیب نہ ہوئی ہو اُس نے بابل کو ازسرنو تعمیر کرایا اور دارا کے سنہری تخت پر بیٹھکر دربار کیا۔ اس تخت کے اوپر ایک طلائی درخت لگا ہوا تھا جسکے پتے زمرد کے تھے اور پہل جواہرات کے۔

تاہم اسکے ارادے بڑے بڑے جلیل و عظیم الشان تھے۔ اُس نے ہیرو کلائیڈس کو بھیجا کہ بحیرہ کاسپین پر جا کر جہاز تیار کرے۔ اور دریافت کرے کہ کیا جیسے ہیروڈوٹس ایک سو سال پیشتر کہگیا ہے کہ یہہ بحیرہ چارون طرف خشکی سے محیط ہی صحیح ہے یا دوسرے لوگون کا یہہ خیال درست ہے کہ بحیرہ اسود سے پیوستہ ہے بابل مین اس نے ایک بندرگاہ تیار کرایا

تہا کہ جو جہاز خلیج فارس اور دجلہ مین آمد ورفت کرین وہان ٹھہرا کرین اور جسطرح ہوسکا آزمودہ کار ملاحون اور جہاز رانون کو اپنی جدید دارالحکومت مین بود و باش کرنے کی ترغیب دیکر بلاکر جمع کیا - اسکی یہہ بہی آرزو تھی کہ جزیرہ نما عرب کے گرد جہاز گھوم آئین - اور وہان کے لئیرے خانہ بدوش قبیلی (بدوی) مطیع کئے جائین لیکن اسکے کسی ناخدا نے راس ہیکاٹاسی جو داخلہ خلیج فارس پر واقع ہے آگے بڑہنے کا حوصلہ نہ کیا -

بابل کے سرسبز میدانون مین زراعت وفلاحت کو ترقی دینا اسکی حکمت عملی کا دوسرا پہلو تہا جسکی تسہیل کے لئے اُس نے بہت سی نہرین آبرسانی کے لئے کہدوانے کا بندوبست کرلیا تہا - اور ایام طغیانی دجلہ مین سیل کا فضول پانی خارج کردینے کے لئے پیلیکوس نالہ کو زیادہ وسیع اور کارآمد بنالیا تہا ❖

سکندر کی وفات

اسی اثنا مین جبکہ سکندر جزیرہ نما عرب کی مہم پر تلا بیٹہا تہا کہ پیام اجل آیا اور دل کے ارمان دل ہی مین رہی کہ چلدیا - مورخ اسکی وفات کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہین جبکہ بابل کے گرد نواح کی دلدل والی زمین مین جہازرانی کے کارخانون کے لئے کام کروا رہا تہا تو زیادہ محنت کرنے سے بخار چڑہ آیا پہلے دنون کی کثرت بادہ نوشی سے ضعف پہلے ہی موجود تہا جس سے بخار اور تیز ہوگیا - ایرین نے اسکی بیماری کے روزانہ حالات قلمبند کئے ہین - پہلے تو اُس نے کسی طبیب سے معالجہ نہین کرایا - نوروز تک اس نے خود ہی کوشش کی کہ کسی طرح بخار اُتر جائے چنانچہ بخار چڑہنے کی کچہہ پرواہ نہ کی اپنی سپہ سالارون سے اپنے ارادون کا ذکر کرتا رہتا اور کبھی میڈیس سے چوپڑ کہیلنے لگتا - ہر روز خود بخود اٹھکر غسل اور قربانی گذارنے کیلئے سوار ہوکر چلا جاتا تہا - آخرکار بخار شدت سے چڑہنے لگا اور ہمارے بہادر

کی کوئی بہادری پیش نہ گئی - جبکہ اسکے جرنیل اسکے بستر کے گرد جمع ہوئے تو اس وقت اسکے بولنے کی طاقت بھی سلب ہو چکی تھی - اسکا آخری کام یہہ تہا کہ اُس نے اپنی انگلی سے مہر خاص کی انگوٹھی اوتار دی اور پرڈکیس کے حوالہ کردی یہہ بھی تواریخ مین لکہا ہے کہ ابھی طاقت گفت کسی قدر باقی تھی کہ اس سے پوچہا گیا کہ سلطنت کی عنان کس کے ہاتہہ مین دیجاتی ہو۔ سکندر نے فقط اسی قدر جواب دیا کہ "جو سب سے بہادر ہے"۔؟

سپاہیون نے جب اس آخری وقت کا حال سنا تو گھبرائے ہوئے محل کے گرد آ جمع ہوئے - اور ایک طرف سے چپ چاپ اپنے مرتے ہوئے سردار کے بستر مرگ کے پاس سے ماتمی حالت مین ہو دیانہ گذرتے گئے - مگر سکندر اشارات سے انہین جتلاتا رہا کہ اُسے اُن سے کس قدر محبت تھی - اسکے جرنیل سرآلپس کے معبد مین راتون اس خیال سے جاکر سوئے کہ شاید انہین خواب مین معلوم ہو کہ اگر سکندر کو اس معبد مین لانے سے آرام ہوجاوے تو اُسے لایا جاوے لیکن وہان سے بھی پتہ لگا کہ وہین رہنے دو۔

یہہ نوجوان شاہنشاہ عین عالم شباب مین ۳۲ سال ۸ ماہ کی عمر مین اس عالم فانی سے رہگرائے عالم باقی ہوا - اس عرصہ مین جبسے اُس نے ہوش سبنھالی اسکی تلوار ہمیشہ پھرتی اور گرمجوشی سے بنی نوع انسان کی تعداد کے کم کرنے مین مشغول رہی - اسکی سلطنت کا عرصہ فقط تیرہ سال تہا لیکن خواہ یہہ کیسا ہی مختصر عرصہ ہے اسکے کارنامے ایسے وسیع ہین کہ اہل بصیرت کو حیرت پیدا ہوتی ہے ؛

کہتے ہین جب سکندر اعظم کا آخری وقت آیا تو اُس نے اپنی والدہ کو وصیت لکھی کہ "پیاری اماں! مین اب وہان جاتا ہون جہان ہرکولیز اور اچیلز جیسے چل بسے ہین - مین ایک ایسی نیند سونیوالا ہون کہ جسکا کوئی انجام نہین - مین تم سے بمنت التماس کرتا ہون کہ میری مفارقت کو رنج

مین اپنی جان کو تکلیف نہ دینا - اور ایک وصیت کرتا ہون کہ جب میرے ماتم پرسی کے لئے لوگ جمع ہون اور دسترخوان پر کھانا کھانے کو بیٹھین تو اس وقت تم نے سب حاضرین سے کہنا کہ میری بیٹے کے توشہ سی وہ شخص کھانا کھائین جنہین عمر بہر مین کوئی غم دامنگیر نہوا ہو" - جب سکندر کی والدہ کو یہہ خط پہونچا اور اس نے اسکی وصیت کی تعمیل کرنی چاہی تو دیکھا کہ تمام مہمانون مین سے ایک بھی ایسا نہین نکلا جو اس قید غم سے آزاد ہونے کا دعوی کرے اور دسترخوان کیطرف ہاتہہ بڑہائے - سکندر کی والدہ نے اس سی یہہ نتیجہ نکالا کہ میرے بیٹے کا مطلب اس وصیت سی فقط یہہ تہا کہ میرے جوانان مرگ کے بعد والدہ میرے غم والم مین مبتلا نہ رہے +

سکندر نے اپنی مختصر سی زندگی کے ایام مین اس پہرتی سے کام کئی ہین کہ گویا اسے معلوم تہا کہ اسکا خاتمہ قریب ہی ہے - گو اس نے بہت کچھ کیا اور ۳۲ سال کی مختصر سی مدت مین اعظم کھلائے جانے کے قابل نام پیدا کر لیا مگر تاہم دلمین سینکڑون ارمان لیگیا - اسکا ارادہ تہا کہ ساری عالم کو زیر نگین کرکے عالمگیر نام پاوے اور ایک مرتبہ پہر ہندوستان مین نئی فوج ایسی بہرتی کرکے لیجاوے جو ستلج سے آگے بڑہنے سے کبہی جی نہ چرائے مگر زبردست موت نے اسکو فرصت نہ دی کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی پیش بین کیون نہ ہو جب اپنے دلمین سکندری فتوحات اور مہمات کو با ترتیب رکہکر انکے عرصہ وقوع اور پورا ہونے کے وقت سے مقابلہ کری تو اسے یہہ باور کر لینے مین کبہی تامل نہین ہوگا کہ اگر یہہ شہریار نامدار کچہہ عرصہ اور زندہ رہتا تو سچا عالمگیر ہوجاتا - افسوس اسکے مرگ بے ہنگام نے اسکی سب ارادون کو خاک مین ملا دیا - اس موت کا سبب کہین یہی شیوہ ہے کہ بے وقت آتی ہے اس کا کوئی وقت نہین اور نہ کوئی موسم ہی - سکندر کی افواج وعساکر

مع تمام متوسلین اور ارکان و اقران سلطنت کی زبان حال سے ذیل کا نوحہ پڑھتے اور حسرت سے سر دھنتے تھے :-

نوحہ

پتون کے بھی گر جانیکا ہے وقت معین
پھولون کے بھی مرجہانیکا ہی وقت معین

کمہلاتے ہین گل چلتی ہے جب باد بہاری
پتون کو گراتی ہے ہوجب فصل خزان کی

چھپنے کا ستارون کے بھی ہے وقت مقرر
چھپتے ہی نکل آتا ہے جسدم شہ خاور

پر تیرا کوئی وقت مقرر نہین ای موت

دن اس لیے اللہ نے بنایا ہے کہ ہمین
دنیا کے ہمین کام جو کرنے ہون وہ کرین

اور شام کو فارغ ہو فرائض سے سب احباب
تفریح و مسرت کے فراہم کرین اسباب

شب خواب کے آرام کی راحت کے لئے ہے
اللہ کی یاد اور عبادت کے لئے ہے

قبضہ مین مگر تیرے سبھی وقت ہین اے موت

ہے مجلس دعوت کا بھی اک وقت مقرر
ہے محفل عشرت کا بھی اک وقت مقرر

جوش خوشی و دعوت احباب کا ہے وقت
فرط طلب عیش و مے ناب کا ہے وقت

ہے وقت کہ جب بار غم و رنج و الم سے
ہلکا کرین رو رو کے دل اور آنسو بہا کے

پر موت کی سب وقت ہین جب چاہے چلی آئے

وہ غنچہ خوش رنگ جو ہے حاصل گلزار
نوخیز جوانان گل اندام و خوش اطوار

مرجانے کے قابل نہین معلوم جو ہوتے
جب نام ترا سنتے ہین ہنس دیتے ہین سنکے

پر موت تو ایسی نہین رحم آئے جو تجھکو
مہان کو جوان ہونے سے پہل جانے دی انکو

رحم اور تامل تجھے کرنا نہین آتا

معلوم ہمین حال نباتات و شجر ہے
کہسار پہ مرغون کے اترنے کی خبر ہے

آتی ہے خزان جب تو سمجھ لیتے ہین ہم سب
تیار ہوا چاہتی ہین کھتیان سب اب

پر وہ بھی کوئی ہے جو بتا دے ہمین اتنا
موت آئیگی اس وقت جتا دے ہمین اتنا

کوئی نہین ایسا نہین ہرگز کوئی ایسا

کیا وہ ہے تیرا وقت کہ جب باد بہاری . سرگوشیان کرنیکو شگوفے سے ہے چلتی
یا جبکہ گلسرخ کی سرخی نہین رہتی اس وقت تو اے مرگ زبردست ہے آتی
ایسا نہین ان سب کا ہے اک وقت مقرر پر ہمکو تو جب چاہے پکڑ لیتی ہے آکر
اے سب سے زبردست اور اے صاحب قدرت

تمون سے تموج ہو ہوا مین جہان پیدا امواج سمندر کے زور و نپہ ہو جس جا
پڑ امن گہر و نین جہان دیکہو وہان تو ہے راہون سفر و نین جہان دیکہہ وہان تو ہے
دریا پہ ہون خشکی پہ ہون گہر مین ہون سفر مین ہم ہون کہین اے موت ہین پر تیری نظر مین
تو چہوڑتی پیچہا کسی حالت مین نہین ہے

احباب سے احباب جہان ملتے ہین آکر پرامن مکانو مین جنہیں پاتے ہین وہانپر
میدان مین جنگجو کو ہے میدان تیرا گرم سرداروں کے سر کٹتے ہین تو ہوتی نہین نرم
افلاک پہٹے جاتے ہین بگلون کی صدا سے لاکہون کٹے جاتے ہین جہان بندی خدا کے
وہان دیکہو تو سرگرم ہے تو کام مین اپنے

سکندر کی وفات سے بڑی صحت سے پایۂ ثبوت کو پہونچتا ہے کہ دنیا اور اسکے مال و دولت کی کچہہ حقیقت نہین - کجا وہ تزک و احتشام اور کجا وہ تباہی و بربادی کہ تمام زن و بچہ اسکے معہ والدہ اسکی کے عرصہ قلیل مین ہلاک کئے گئے - اور تمام سلطنت سپہ سالارون اور رئیسون مین تقسیم ہو گئی - جو ملک جسکے ہاتہہ لگا اُس نے دبا لیا - مگر ہان نام اسکا کوئی نہ دبا سکا - اور وہ اقبال سکندری فقط خواب و خیال رہ گیا - یہان بیساختہ یہہ شعر یاد آتا ہے ؎

اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالمگیری .
کتنے دن آپ جیا جس لئے دارا مارا

سکندر کا سراپا - چلن - مزاج اوصفات و عادات

ایک مورخ سکندر کا سراپا اسطرح لکہتا ہے . سکندر قوی الجثہ خوشنما

آدمی تہا - بدن خوبصورت سڈول اور مضبوط - اعضا متناسب - قد و قامت متوسط - سر ذرا سا ایک پہلو کو مائل - آنکہین خوبصورت جنمین تیزی چمکتی تہی اور بشرہ مردانہ حسن و ملاحت اور دلاوری سے بہرپور تہا - ہمیشہ قلب جنگ مین اسکے سر پرکا سفید طرہ اسکی شاہانہ پیشانی پر عجب بہار دکہاتا تہا - سکندر اپنے عصر کے شریف یونانی سپاہی کا پورا نمونہ تہا - ملک گیری اور شہرت کا وفور شوق جو قدیم بہادران یونان کے کارنامون کی تقلید سے سکندر کے دلمین پیدا کر دیا تہا حد بیان سے باہر ہے - گو مغلوب الغضب تہا لیکن اپنے کئے پر جہٹ پشیمان اور اپنے قصور کا قائل ہو جاتا تہا - اسکی فیاضی بہی اس قابل تہی کہ اسکی تعریف کیجاوے - ہر وقت اسکی یہی آرزو رہتی تہی اچیلز اور ہرکولیز سے گوئی سبقت لیجاوے - چنانچہ ہمیشہ اسکا یہی قاعدہ تہا کہ ہومر کی نظم کو اپنی تلوار کے ساتہہ بالین کے نیچے رکہتا تو اُسے نیند آتی تہی - غرور جسکو گذشتہ زمانہ کی خوبیون مین شمار کرتے ہین - اور جو درحقیقت اس زمانہ مین جبکہ شریفانہ طور پر استعمال کیا جاتا تہا تو مغرور آدمی کو زیبا معلوم ہوتا تہا - سکندری صفات مین ایک متین رکن تہا ذاتی جرات جسکو اوسان سے مخاطب کرتے ہین اور جو بہادر آدمیون کی لازمی صفت ہے کچہہ کم نہ تہی - جب بچہ تہا تو اُسے جوہر فروشے سکو بہوسی فیلس جیسے وحشی کی پشت پر جا بیٹہایا اور جب بڑا ہوا تو اسے کے ذریعے اپنی خودرائی اور مغرور فوج کا انتظام اور اہتمام کرتا رہا - جسقدر اُسے نظم سے محبت تہی اسی قدر علم کو بہی چاہتا تہا - اسکی زبان مین غضب کا جادو بہرا تہا - جس سے اس نے بارہا اپنے سپاہیون کو جنگ کی جلتی آگ مین کود پڑنے پر آمادہ کیا - اور اپنے ذہن رسا سے ایسی ایسے پُرخطر واقعات پر صائب رائی چہائی کہ جن مین بڑے بڑے خرانٹ اہل الرائے حواس باختہ ہو جایا کرتے - وہ دیوتاؤن کی ہمیشہ تعظیم

وتکریم کرتا اور اپنے آپ کو انہین شامل سمجھے جانے کی آرزو رکھتا۔ بلکہ ساعی رہتا کہ دیوتاؤن مین شمار کیا جاوے۔ بلکہ اُس نے یونانیون سے اپنی پرستش بھی کرانی چاہی۔ اتیھنز کے باشندون نے تو جبراً قہراً منظور کرلیا۔ لیکن سپارٹا والون نے کہلا بھیجا کہ "اگر سکندر دیوتا ہے تو ہوا کرے" طبیب کی سرگرمی اور خوش آیند امیدون کے برآنے سے اسمین ایک ایسی جدید روح پیدا ہوگئی تھی کہ وہ ہر وقت اسکو کامیابی پر مستعد کردیتے اور بیشک یہہ وہی روح تھی جو نپولین کی آنکھون مین پھرجاتی تھی اور جس نے اسکو مشرقی ممالک مین سکندر کا ہمسر بنادیا اور ہمین ماننا پڑتا ہے کہ اسی روح نے دنیا کے تمام بڑے بڑے فاتحون کے سینے گرم کئے ہین کہ جس سے انہین ایسی عالی رتبے ملے ✚

ایک مورخ لکھتا ہے کہ بحیثیت مجموعی سکندر کے اخلاق کو شریفانہ اور اسکی قوائے ذہنی کو مکمل کہنے مین ہمین مطلق تامل نہین۔ اگر انصاف سے رائی زنی کیجاوے تو اسکا دنیا کے وجیہہ ترین عورتون کی عزت اور حمایت کرنا علی العموم مقید دشمنون سے نرمی اور خندہ روی سے پیش آنا اور اسکی سچی سپاہیانہ دلیری بہر حال ہماری تعریف کے مستحق ہین۔ واقع مین اسکے قوائے ذہنی بڑے اعلے درجہ کے تھے جو دو چیزین ایک روشنضمیر بیدار مغز آدمی مین موجود ہونی ضروری ہین یعنے صحیح قوت فیصلہ اور صاف قوت متخیلہ۔ وہ اسمین موجود تہین جیسا وہ باہر سے زرہ بکتر سے مضبوط تہا۔ ویسا ہی اندر سے اسکی قلبی جسارت اور خداداد ہمت نے اُسے مستحکم کر رکہا تہا اور علاوہ اسکے اسکی سپاہیانہ شباہت پر وہ سفید پر جو ہمیشہ خود پر لٹکتا رہتا تہا اور یہی عجیب شاندار کہلاتا تہا۔

عہد سکندر سے آجتک زمانہ کئی صدیان پہلانگ آیا ہے اسواسطے

اس وقت سے اُس زمانہ کا مقابلہ بصحت تمام نہین ہو سکتا - اُس زمانہ مین شراب خوری کوئی جرم نہین سمجہا جاتا تہا فقط تفریح طبع اس سے مقصود تہا - اِس لئے کثرت میخواری سے اسکا مزاج بجا نہین رہتا تہا - ایسی حالت مین اس سے سخت معیوب کام سرزد ہوئے ہین اپنے ایک رفیق اور ایک جرنیل کا قتل کرنا - اور پرسی پولس کے محلات کو آگ لگا دینا - بیشک بہت بُرے کام ہین +

تاہم اسکی کبھی نہ ہارنے والی ہمت اور جسارت اسکی شجاعت اور اسکا تحمل اسکے لاثانی نظم کی قدردانی اور اسکی کریم النفسی ایسے امور نہین ہین جو نظر انداز کئے جائین اور اُنکے سوا اُسکی خدمت مین دنیا کے اطراف واکناف کے جمیع دول کے سلاطین کے سفیرون کا حاضر ہوکر تخت نشینی ایشیا کی مبارکباد دینا ایسا کام ہے کہ جسکے لئے ہم بھی اسکی قدردانی کرین ایک مسٹر جربن فاضل نے سکندر اعظم کے جولیس قیصر (شاہ روم) پر خیالات کی صفائی - چلن کے بے رو رعایت اور کریمانہ کارروائی فنون کی نادرات کی قدردانی اور اسکے اپنے لفظون مین ریاست کی روح وروان ہونے کے لحاظ سے فضیلت دی ہے - مگر آرنا صاحب جنکی علمی فضیلت ایک عالم مانتا ہے اور جنکی رائی بوجہ ایک سچے اہل دل ہمدرد ہونے کے بہت بڑا وزن رکھتی ہے اسکی اسقدر تعریف کرتے ہین کہ ہمین بے شک اسکو لکھنے کا حوصلہ پڑتا ہے وہ کہتے ہین "عہد قدیم مین سکندر سب سے بڑا آدمی تہا" +

مورخون نے اِس امر پر بحث کی ہے کہ اگر بجائے مشرقی قومون کے سکندر کو مغربی اقوام سے واسطہ پڑتا تو کیا نتیجہ نکلتا - اگر اِن امور کو مدنظر رکہا جاوے کہ اسکی مملکت کی وسعت - اسکے عاقلانہ حکمرانی اور فن جنگ کی کامل واقفیت کس درجہ تک پہونچی ہوئی تہی تو

تو ہمیشہ یقین پڑتا ہے کہ جو کام اس سے ظہور میں آئے ہیں اگر وہ ملتے بھی بڑی
بڑے کام کرنا چاہتا تو انکو بھی ضرور کامیابی سے ختم کرتا۔ لیکن یہی قیاس
پیدا ہوتا ہے کہ اگر مغرب میں چلا جاتا تو مغربی تہذیب کو جو ابھی طلوع
ہونے لگی تھی مشرق والوں سے کوئی نقصان پہونچتا۔ مگر تقدیر کو ابھی منظور
تھا کہ ایک اور صدی تک اس مشرقی دنیا کو روما والوں کے قانون انکی معاشرت
اور انکی شائستگی سے بہرہ یاب کرتے ❊

اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ فتوحات سکندر سے دنیا کو بہت بڑا فائدہ ہوا
یعنے مشرقی ممالک یونانی تہذیب سے بہرہ یاب ہوگئے۔ مگر سکندر کی
نسبت اسکے جانشین اس مقصد پر فائدہ کے پہنچانے میں زیادہ متوجہ
رہے کیونکہ سکندر کی علت غائی ملک پر فتح کرنے سے فقط چشم حرص کا
کاسہ پُر کرنے سے تھی۔ اس موقع پر بعض لوگ بالکل متناقض
خیال کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سکندر میں صرف جنگ و جدل کی
لیاقت ہی تھی۔ معاملات ملکی کے سلجھانے کی قابلیت نہیں رکھتا
تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسکو معاملات ملکی میں دخل دینے کی
اجل نے مہلت ہی نہ دی۔ ورنہ اسکی خداداد لیاقت سے ملکی انتظام
کی درستی کچھ بعید نہ تھی۔ وہ ارسطو کا شاگرد اسکندریہ
کا بانی اور نیارکس کے بحری سفر کا تجویز کرنے والا وہ شخص تھا۔ جس نے
نیزہ و شمشیر اور ملک گیری کے دوران میں بھی علوم
کو فراموش نہ کیا۔ وہ عقل و تجربہ سے سمجھتا تھا کہ ممالک محروسہ کا انتظام
اور انکے وسیع علاقہ کا اہتمام بڑے بندوبست سے کیا جاتا تھا۔ ملکی حکومت کی
بھی ویسی ہی لیاقت رکھتا تھا۔ ہاں ہم اس قدر وثوق سے اس بات کا
اقرار نہیں کرسکتے کہ وہ اس کام میں بھی سیزر یا نپولین کا ہمپلہ
تھا۔ وہ شہر جنکی بنیاد سکندر نے ایشیا کے مختلف مقامات پر رکھی

سکندر بن فیلقوس شاہ مقدونیہ کی تصویر ایک

نہایت معتبر کتاب پر سے اطرح مندرج ہے

گو پہلے صفحہ پر سلطان سکندر کی ایک اور تصویر درج ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ ایک سنگین بت سے نقل کیگئی۔ لیکن یہ تصویر بھی ایک نہایت معتبر وسیلہ حاصل کیگئی ہے (محبوب عالم)